إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ

همعات

از

حکیم الہند امام ولی اللہ الدہلوی مؤسس النہضۃ الہندیہ

[امام الائمہ قطب الدین احمد ولی اللہ بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین العمری الدہلوی نے حکمت کا مستقل سکول قائم کیا جو نہضۃ ہندیہ کیلئے بمنزلہ اساس ہے آپ ۱۱۱۴ھ (سنہ ۱۷۰۲ء ہندی) میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۴۴ھ (سنہ ۱۷۳۱ء ہندی) میں مکہ معظمہ میں نعمۃ مجددیت کا الہام ہوا۔ بارہ سال تک انقلابی نظریات کی تدوین میں مصروف رہنے کے بعد ۱۱۵۶ھ (سنہ ۱۷۴۳ء ہندی) میں اپنی حکمت کا درس دہلی میں شروع کیا۔ ۱۱۷۶ھ (سنہ ۱۷۶۳ء ہندی) میں وصال پایا۔ الحقہ اللّٰہ بالرفیق الاعلیٰ۔

بحر العلوم ولی اللہ سیدنا ۔ تتمۃ الاولیاء السادۃ الغرر

مراسم الجہل فی الہند اخنفت نفت ۔ بہ وامحت بلا عین ولا اثر]

جسے

بیت الحکمت لاہور

سے

حجازی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل پرنٹر چھپوا کر مولوی خدا بخش پبلشر نے شائع کیا۔
جون ۱۹۴۴ء ہندی (سنہ ۱۹۴۴)

تعداد اشاعت ۵۰۰ — قیمت فی نسخہ عطر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اصطنع طائفۃ من عبادہ لنفسہ واصطفاھم، ورفعھم من حضیض البشریۃ الی اوج الملکیۃ ورقاھم ثم اصطلم ھویتھم وانجز منیتھم وافناھم، ثم خلع علیھم الوجود الموھوب وابقاھم، واعطاھم ما لا عین رأت، ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب مؤمن ممن سواھم، فظھرت علیھم صنوف الآیات وانواع الکرامات فما اعظم ما اعطاھم وشرفھم بکلمۃ بی یمشی وبی یبطش ونحو ذالک واجتباھم،

واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، خالق الخلق ومولاھم واشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ اکرم المرسلین واولاھم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم، علی قدر فضلھم وزنۃ علیاھم، والذین اتبعوھم باحسان واقتدوا بھداھم ٭

اما بعد میگوید، اضعف عباد اللہ الکریم ولی اللہ بن عبد الرحیم جعل اللہ مآلھما النعیم المقیم، این کلمۂ چند است کہ از رشحات الھام بر قلب این شیفتۂ مستھام نزول فرمودہ اند، تا دستور باشد وی را وتابعان وی را در سلوک صراط مستقیم، ونموذج باشد از نسبتے کہ حضرت وہاب در دل وے ودیعت نہادہ وبیانے باشد طریقے را کہ بہ سوئے آن دلالت نمودہ،

ای درحیدہ از سحائب الہام

رجائے واثق از جناب علام الغیوب آن ست کہ دل وزبان این بندۂ خود را محفوظ دارد ازان کہ احادیث نفس کہ از وسوسۂ شیطان خیزند. یا مقدمات فکریہ کہ از ترتیب دلائل حاصل آیند یا علوم مکتسبہ کہ از سماع وتعلم صورت بندند، بر دل ہجوم کردہ با الہام مختلط وممتزج شوند وحق با باطل اشتباہ پذیرد۔

دیباچہ

از حضرت مولانا عبیداللہ صاحب سندھی

امام الائمہ حضرتِ امام ولی اللہ بن عبدالرحیم (رحمہما اللہ تعالیٰ بالطافہ العمیم) جس طرح تفسیر، فقہ اور حدیث کے امام ہیں اسی طرح تصوّف اور سلوک کے بھی امام ہیں۔ آپ انسانیت کے متعلق جس قدر علوم و معارف تلقین فرماتے ہیں۔ ان کو انسان کے لطائفِ ثلاثہ یعنی عقل (جس کا تعلق دماغ کے ساتھ ہے) ارادہ (جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے) اور تدبیرِ بدن (جس کا تعلق جگر کے ساتھ ہے) کے مطابق تین حصّوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی ان تینوں قوتوں کو عام انسانیت کے اصول پر مکمل کرے۔ خداوند تعالیٰ نے نوعِ انسان کا جو نمونہ قائم کیا ہے۔ اس کے قریب پہنچنا ہر ایک انسان کا طبعی فرض ہے۔ اس سے کوئی انسان مستثنیٰ نہیں ہو سکتا پس جو انسان اس نمونے کے جتنا قریب ہوگا وہ اُتنا ہی اچھا ہوگا اور جو انسان اس نمونے سے جتنا دُور ہوگا اُتنا ہی بُرا سمجھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حکمتِ ولی اللّٰہی میں تمدّن بھی انسانیت کا لازم جز قرار پایا ہے اور موت پر انسان کا خاتمہ نہیں مانا جاتا۔ بلکہ اس کے بعد بھی اس کے لطائف کی تکمیل کا سامان ملتا رہتا ہے۔

ان مسائل کو بطورِ اصولِ موضوعہ تسلیم کر لیا جائے تو حکمت پسند دماغوں کو بحث اور فکر کے لئے علیحدہ موقعے بہم پہنچائے جائیں گے۔ ان اصول کو تسلیم کرنے والے اگر اپنی نفسی تکمیل کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیں تو اُسے سلوک کہا جا سکتا ہے۔

حضرت امام ولی اللہ نے سلوک پر چند کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ وہ اذکار اور آداب جو ایک سالک کو سب سے پہلے کرنے چاہئیں۔ "القول الجمیل" میں ذکر فرمائے ہیں۔

ایک ترقی یافتہ دماغ کو سلوک کا منتہی (یعنی امام نوعِ انسانی کے موطن حظیرۃ القدس سے اتصال) سمجھانے کے لئے آپ نے "سطعات" تحریر فرمائی ہیں۔

انسان کی اندرونی نفسی قوتوں یعنی عقل، ارادہ اور تدبیرِ نفس پر سلوک کا کیا

(بقیہ صفحہ ۲۷ پر)

• وبالجملہ در ہر قرنے مردے پیدا میشود از اولیاء اللہ کہ عنایت حضرت حق سبحانہ تعالیٰ
بسبب اقامت و اشاعت باطن دین و محض آن کہ احسان است۔ در وے ظہور میفرماید و این کار
بدست وے سرانجام مے دہند ؎

از زلف تست مشک افشانی، اما عاشقاں ۞ مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

پس چوں ایں معنے در ولیئے از اولیاء اللہ ظاہر شود از آثار ظہورش آن است کہ
رفعت شان وے درمیان مردم و صرف قلوب ناس بسوئے وے و اشاعت ذکر جمیل وے
ورنا این بحصول پیوندد۔ و الہام اشتغال مناسب بطبائع آن قوم از وظائف ملت مصطفویہ
بر قلب وے ظاہر گردد۔ و در صحبت و کلام وے تاثیرے و جذبے ودیعت نہند و انواع کرامات
از کشف و اشراف و تصرف در خلق بقوۃ اللہ و استجابت دعا و آنچہ ازیں قبیل است صادر
شوند و از اجتماع طالبان بر وے و جریان وے در مقتضیات این مقام، از ترتیب و تعیین
اشغال و اوراد و غیر آن خانوادہ پیدا میشود۔ و مردمان دراں خانوادہ سلوک میکنند و زود
بمطلب میرسند و ناصر و ناصح آن خانوادہ ہمیشہ مظفر و منصور میگردد۔ و غاش و خاذل آن ہمیشہ
مطرود و مخذول میشود۔ و در دل عوام و خواص رعب و ہیبت آن جماعت مے افگنند و اسباب
واقع میسازند از باب الہام و احالہ کہ بسبب اجتماع مردم میشود بر آن خانوادہ تا وقتیکہ آں
عنایت متوجہ بسوئے شخصے دیگر گردد و آنجا آشیانہ گرفتہ، خانوادہ احداث فرماید پس آن گاہ
خانوادہ اولی جسدے ماند بے روح، و سلوکے گردد بے جذب۔

و گاہے دریک زمان اقطاب بسیار پیدا مے شوند۔ و در ہر قطرے قطبے۔

و تحقیقت جذب در قرب طرق الی اللہ بودن، اثر توجہ این عنایت است۔
در حکم خصوصیت خانوادہ۔ در رنگ آنکہ صورت نجوم در آب غدیر منطبع گردد، پس اگر ہزاراں آب
آب غدیر متبدل گردد آن صورت را چہ زیاں ؎

بو مبدم گر شود لباس بدل ۞ مرد صاحب لباس را چہ خلل

• لیکن در ہر زمانہ اقطاب و حواریان ایشاں کلامے میگویند کہ حاصل اش ترجیح خانوادہ
خود است۔ و اثبات قرب و وصول مراد را۔ و ایشاں صادق اند بہمیں اعتبار کہ گفتیم فتدبر۔

و بالجملہ خانوادہ ہا بسیار اند و بسیار بودند و بسیار خواہند بود۔ و حصر آنہا معقول
نیست بعضے ازیں ہا احیائے خانوادہ سابقہ است کہ بسبب بعد زمان و در گذشتن

ال آں

وچناں احساس حکیم کہ مقصود از افاضۂ ایں مقدمات نہ محض تکمیل وتعلیم ایں بندہ است بلکہ نفع عام در ملتِ مصطفویہ، علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات، نیز مقصود است۔ وَذَالِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ۔

سَمَّیْتُ ھٰذَا الْکِتَابَ بِالْھَمَعَاتِ، وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

ھَمَعَہ (۱)

باید دانست کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را برائے مردمان مبعوث کرد مددے وعنایتے در باب دینِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مصروف ساخت وہو قولہٗ تعالیٰ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ تا بسبب آں مدد دینِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غالب باشد بر جمیع ادیان۔ وآنچہ از اشاعتِ ایں دین مقصود است از تہذیب نفوسِ عرب وعجم ورفع مظالم در میانِ ایشاں ومانند آں۔ بوجہ اتم متحقق گردد۔

وچوں دینِ محمدی را ظہرے است وبطنے، اما ظہرش پس منوط ساختن مصالح است باشباح ومظان، وتعیینِ اوقات واوضاع ومقادیر برائے آں وتاکید بلیغ در اشاعتِ آں ہا و سدِّ ابوابِ تحریف دراں ہا، ومثلِ آں۔

واما بطنش پس تحصیل انوار وآثارِ طاعات است از تلبس بصورِ طاعات ومانند آں لامحالہ مدد وعنایتِ الٰہی در بابِ حفظِ دین مقسوم شد بدو قسم، وچوں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعالم علوی انتقال فرمود، بموجب وعدۂ حفظ عنایت در وارثانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر شد بقدرِ استعدادِ حملۂ دین۔

پس فرقۂ بحسبِ استعداد ازلی وکر عنایتِ الٰہی گشتند بہ نسبت حفظ ظاہر شرع۔ وآں فرقۂ فقہا ومحدثان وغزاۃ وقاریان اند کہ در ہر زمانے سعیِ بلیغ در ردِّ تحریف از دین، و ترغیب وتحضیض قوم بر تحصیلِ آن بکار برند، ودر ہر مأۃ مجدّدے پیدا شود، والکلام فی ھٰذا یطول، ولہ موضع غیر ھٰذا الموضع الذی نحن فیہ۔

وفرقۂ دیگر ہم بحسبِ استعداد ازلی وکرِ عنایتِ الٰہی گشتند بہ نسبت باطنِ دین کہ احسان است۔ تا ایں فرقہ در ہر قرنے مرجع اہلِ زماں باشند، وایشاں را بکیفیت تحصیل انوار طاعات ووجدان حلاوت دراں ہا، وتخلق باخلاق فاضلہ واحوال سنیہ ارشاد کنند۔

تا نسبتِ ہر فریق جدا گانہ ادراک نمود۔ واین سخن بیش ازان است کہ در کلام استتباعی احاطہ توان کرد۔ اما قضیۂ "مَا لَایُدرَکُ کُلُّهٗ لَایُترَکُ کُلُّهٗ" در نظر است

ہمعہ (۲)

این فقیر را آگاہانیدہ اند کہ تغیرات کُلّیہ در طریقِ تصوف چہار اند۔

الف۔ در زمانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب تا قرون متعددہ غالباً توجہ اہلِ کمال بقصدِ اولیٰ بظاہرِ شرع بود و مراتبِ دیگر مضمحل ودر آں بودند پس احسانِ ایشاں آں بود کہ صلوٰۃ وصوم وذکر وتلاوت وحج وصدقہ وجہاد کنند ہیچکس از ایشاں ساعتے سر بجیبِ تفکر نے افگند۔ ونسبتِ حضور را بجا آوردہ بے ملاحظۂ اذکار واعمال نصب العین نے ساخت تا در تربیتِ آں فقط سعی کند۔ آرے محققین در نماز وذکر حلاوتِ مناجات مییافتند۔ ودر تلاوت متنعم می شدند ودر زکوٰۃ از دیدا ذیتِ بخل، یا غیرت بر اشتغال بغیر اللہ مے داوند وعلیٰ ہذا القیاس وہیچ کس از ایشاں صعقہ ووجد وخرق نمیکرد۔ وشطح نمی گفت۔ واز تجلّی واستتار ومثلِ آں خبر نمیداد۔ رغبتِ ایشاں بہ بہشت بود وخوفِ ایشاں از نار۔ وکشف وخوارقِ عادات وسکر وغلبات از ایشاں اندکے ظاہر میشد، وآنچہ ظاہر شد غالباً بطور اتفاقیات است۔ نہ مثل امور قصدیہ کہ از ملکۂ خویش صادر شوند۔ واز قبیل استحضار است آنچہ در اصلِ ایمان بداں یقین آوردہ اند کما قال قائلھم[1]۔ "الطبیب امرضنی" وتربیات بمنامات وفراسات کہ عوام از اصلِ آں منفک نیستند۔

این بود غالب احوال این طبقہ الا ما شاء اللہ۔

(ب) در زمان سید الطائفہ جنید وقبل از اں بقلیلے رنگے دیگر فائض شد پس عامہ متوسّمے ماندند برآنچہ مذکور شد۔ وخاصہ بعد از اجتہادات بلیغہ وریاضات شاقہ وانقطاع کلی از دنیا و اشتغال دائمی کیفیتے دیگر یافتند۔ وآں توجہ است بالاصالہ بسوئے نسبت تعلق قلب باللہ پس بسوئے وے متوجہ شدند و در تربیتِ آں افتادند، ومدتہا سر بجیب مراقبہ ماندند واحوال تجلی

---

[1] مرض ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ فعادوہ، فقالوا الا ندعولک طبیباً۔ قال قد رآنی، قالوا فای شیء قال لک؟ قال قال انی فعال لما ارید حلیہ ص ۳۴۔ کان عمر یمر بالآیۃ فی وردہ فتخنقہ، فیبکی حتی یسقط ثم یلزم بیتہ حتی یعاد یحسبونہ مریضاً حلیہ ص ۱ ؎۔ فی الازالۃ مرض ابوبکر فعادوہ فقالوا یا خلیفہ رسول اللہ الا ندعو لک طیباً ینظر الیک، قالوا قد نظر الی قالوا فماذا قال لک الخ ص ۲۱
محمد نور الحق غفرلہ۔ ۲۲ رجب ۱۳۹۱ھ

ہل آں، کأن لم یکن شدہ بود۔ وے آمدہ آں را باز از سرنو زندہ ساخت۔ و بعض محققاں خانوادہ ہا
چند و بعض ایجاد خانوادہ از سرنو، گو بحسب خرقہ یا بیعت بہ قومے ارتباط داشتہ باشد۔
و آنچہ بعض گفتہ اند خانوادہ ہا چہاردہ اند۔ چوں زیدیاں و عیاضیاں و ادہمیاں و ہبیریاں
و چشتیاں و جنیدیاں و گازرونیاں، و بعض گفتہ اند دوازدہ اند۔ دہ ازاں مقبول چوں جنیدیہ
و حکیمیہ و محاسبیہ و حقیقتیہ و نوریہ و طیفوریہ و غیرآں حقیقت حال آں است کہ ہر کسے بحسب فہم و
ادراک خود سخنے گفتہ است۔

و بعد از زمان ایں خانوادہ ہا خانوادہ ہائے دیگر پیدا شدند۔ چوں جامیہ۔ و قادریہ و اکبریہ و سہروردیہ
و کبرویہ[1] و بسویہ، و خانوادہ خواجگان و خانوادہ معینیہ کہ احیائے طریقہ چشتیہ است در ہند،
و نقشبندیہ کہ احیائے خانوادۂ خواجگان است، و احراریہ کہ احیائے خانوادۂ نقشبندیہ است،
بعد ازیں خانوادہ ہائے دیگر حادث شدند۔ چوں قدوسیہ منسوب بہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی
و غوثیہ منسوب بہ شیخ محمد غوث گوالیری و باقویہ منسوب بخواجہ محمد باقی، و احمدیہ منسوب بہ شیخ احمد سرہندی
و آدمیہ[2] منسوب بہ شیخ آدم بنوری و علائیہ منسوب بہ امیر ابوالعلا۔ غیر ایں خانوادہ بسیار اند بعضے ازاں
قبیل کہ اثر ایشاں باقی ماندہ است۔ و بعضے نہ۔

در مطبوعہ احسنیہ

بالجملہ از منن حضرت حق سبحانہ بریں بندۂ ضعیف آں است کہ با جمیع خانوادہ ہائے گذشتہ[3] یا
اکثر آں ہا بحسب ظاہر او را ارتباط واقع شدہ، چنانکہ فی الجملہ بیان آں در انتباہ فی
سلاسل اولیاء اللہ کردہ شد۔ و ارتباط بعض خانوادہ ہا کسے کہ مطلع بر احوال ایں جماعت باشد از کلام
مذکور استنباط تواند کرد۔ چنانکہ مداریہ بواسطہ شیخ حسام الدین مانکپوری کہ یکے از اصحاب شیخ
بدیع الدین مدار است و جلالیہ و گازرونیہ و غیرآں بواسطہ مخدوم جہانیاں، و جامیہ بواسطہ
خواجہ مودود چشتی۔ و بسویہ بواسطہ خواجہ نقشبند۔
و بحسب باطن از ارواح آں جماعت فیضے مستمر در اوقات کثیرہ بر روح ایں عاجز سیلان نمودہ

---

[1] مولانا شاہ غلام علی دہلوی کے مکاتیب مطبوعہ مدراس ص۱۲۱ میں ہے "طریقہ کبرویہ از مولانا یعقوب صرفی است کہ در خطہ کشمیر کمالات ایشاں مشہور اند" علما کا شاندار ماضی ص۱۲۹۔ امام ربانی مجدد سرہندی نے کتب حدیث کی تحصیل حضرت شیخ یعقوب کشمیری صرفی سے کی تھی "علما کا شاندار ماضی" ص۱۲۳ ۱۲ نور الحق غفرلہ العلوی

[2] امی محض تھے [illegible] سے قرآن عظیم حفظ کیا اور علوم ظاہرہ کی تعلیم بھی حاصل کی خلیفہ حضرت امام ربانی سید آدم کے خلیفہ سید عبداللہ اکبرآبادی ان کے خلیفہ شاہ عبدالرحیم والد ماجد امام ولی اللہ یعنی امام ولی اللہ کا انتساب حضرت مجدد سے بواسطہ شیخ آدم ہوا ۲۳ شوال ۱۰۵۳ھ کو شیخ آدم نے مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ علما کا شاندار ماضی ص۱۵۱ ۱۲ محمد نور الحق العلوی

[3] در نسخہ مطبوعہ بجائے "[illegible]" مذکور است لہ النظر انہ تحریف ۱۲ نور الحق۔

• چوں ہر یکے از ایشاں ازیں عالم انتقال کردہ حالے کہ بجہد ہمت کسب کردہ بود در نفس ہے بجز مستقرماند، و نفس وے بسانِ آئینہ یا حوضِ آب قابلِ انطباعِ شکلِ آفتاب حقیقت آمد۔ و راہے را زمبدءالمبادی قریب گردانیدند۔ و چوں کہ در علویات و سفلیات است ہمہ از آثار انوار ایشاں پر شد۔ و در رنگ آنکہ ابر و رطوبت ہوا در جو منتشر شود و بسبب وے ہوائے زمین دیگر گون گردد۔ و رنگ ارغوانی بر زمین فائض شود۔

بالجملہ ایں چہار راہ را قدم اصدق است در ملاءِ اعلیٰ۔ و واجب آن است کہ کلام ہر طریقہ را بر مناسبِ اذواقِ وے حمل کنند۔ و یکے را بر مذاقِ دیگر نیارند ✣

ہمعہ (۳)

کسے کہ با مشائخ ایں طُرق صحبت داشتہ باشد۔ یا رسائل و کتب ایں طائفہ مطالعہ کردہ شک ندارد کہ جمیع اصحابِ طُرق و اربابِ ارشاد، یا جمہور ایشاں متفق اند بر اصلِ طریقت اگرچہ مختلف باشند در کیفیتِ اقامتِ آں ✣

و آں اصل منسوب است بسید الطائفہ جنید بغدادیؒ۔ بسبب آنکہ متقنِ اکثر قوانین وے بودہ است و در زمانہ وے بوے نسبت درست میکردند۔ و بہ حقیقت ہر سلسلہ کہ ہست بوے راجع است۔ یا بار خدایا مگر آنکہ شخصے اویسی باشد و بحسبِ ظاہر از جہتِ خرقہ بقوم منسوب گردد۔ چنانچہ شیخ بدیع الدین مدار۔ واللہ اعلم۔ یا بصحبتِ مشائخ بسیار رسیدہ باشد۔ و اتمام کار وے بر دستِ جنید شود۔ و وے علو اسناد و قلتِ وسائط با حق شیخ اول را مقدم داشتہ بوے منسوب گردد، چنانچہ شیخ ممشاد دینوری۔ واللہ اعلم۔

پس ایشاں متفق اند بر آنکہ نخست چیزے کہ سالک را باید تصحیح عقائد است بر نہجِ عقائدِ صحابہ و تابعین و سائر سلفِ صالحین۔ و اداے ارکانِ اسلام و اجتناب از کبائر و رد مظالم و سائر آنچہ شریعت غرا بیان فرمودہ است۔ کہ ایں اصلِ طاعت است بغیر وے سلوک صحیح نباشد ✣

ایں جا نکتہ باید فہمید۔ یکی آنکہ مراد موافقتِ صحابہ و تابعین است در عقائد نہ موافقت مناظرانِ متکلمین۔ پس آنچہ در قرونِ سابقہ بتاویلِ آں مشغول نمی شدند تاویلِ آں نباید کرد خصوصاً بطریقِ تعیین کہ نہیں مراد است ✣

دوم آنکہ مباحثِ تنزلاتِ خمسہ و وحدتِ وجود ماننداں سالک را خصوصاً مبتدی را [illegible]

واستتار، و انس و وحشت روشن تر ظهور کرد۔ و ازاں احوال بہ نکات و اشارات تعبیر کردند، و
صادق ترین ایں طبقہ آں بود کہ تعبیر نہ کند الا از حال۔ وجود در خود کہ بہ سماع راغب شدند۔ و صعقہ و خرق
در نفس در ایشاں پیدا شد۔ و کلام بر خواطر و فراسات از ایشاں پدید آمد۔ از خلق مے بریدند و
بہ جبال و دنیا فی میگریختند۔ و از ماکولات بہ گیاہ و اوراق اشجار اکتفا مے نمودند، و از ملبوسات
بمرقع۔ مکائد نفس و شیطان و غوائل دنیا مے شناختند و بانفس مجاہدہ مے کردند و اخلاص ایشاں
آں بود کہ خدا را عبادت کنند نہ بخوف نار و طمع جنت بلکہ بہ محبت او۔

(اخلاص — نسبت عشقیہ — احسان — بصداد سلوک)

و دریں زمانہ توجہ بوجہ خاص کہ عبارت از جمع نفس است بہ سوئے حقیقۃ الحقائق
تا صبغۃ اللہ آں را در گیرد و قدم بر حدث غالب آید۔ خالص نبود۔ ایں باں مخلوط مے شد و ہیچ
کس از ایشاں نبود کہ وے را آں معنی بوجہے نصب العین شدہ باشد کہ پیوستہ آناں گوید
و بسوئے وے اشارت کند، و دراں جا راہے تعین نماید۔ انوا اطاعات غالب مے بودند
و ایں معنی کالبرق الخاطف مے نماید ؎

(سماع بر)

شب خیالِ طرۂ شوخے بدل پیچید و رفت ساعتے ہم چوں شب قدر از برم جوشید و رفت

(ج) درزمانِ سلطان الطریقۃ شیخ ابوسعید بن ابی الخیر، و شیخ ابوالحسن خرقانی صورتے
دیگر فائض شد۔ پس عامہ متوقف ماندند بر اعمال و خاصہ بر احوال و خاص الخاصہ را جذبے دریافت
کہ بہ سبب آں مہتدی شدند بہ توجہ بوجہ خاص۔ و خرقِ حجب وجود تا ذاتے کہ قیوم اشیا است و
اضمحلال دراں و انصباغ بہ آں۔ پس بہ اوراد و وظائف چنداں مشغول نہ شدند۔ و بہ مجاہدات
و ریاضات شاقہ و معرفت مکائد نفس و دنیا چنداں اعتنا نہ کردند۔ اعتناء کلی ایشاں بہ تکمیل ایں
توجہ بود۔ و آں ہمہ نسبت ہا را حجب نورانیہ میگفتند۔ و دریں زمانہ توحید شہودی و توحید وجودی
تمیز نبود۔ بلکہ غرض اصلی ایشاں تحصیل کیفیت اضمحلال نفس بودہ است۔ نہ تحقیق حقائق
نفس الامریہ علی ماہی علیہ۔

(د) بعد ازاں درزمان شیخ اکبر محی الدین بن العربی و قبل وے بہ قلیلے منتسح شد
ذہنِ ایشاں و از کیفیات وجدانیہ نفسانیہ در گذشتہ بر تحقیق حقائق نفس الامریہ علی ماہی علیہ
کمر بستند و تنزلات واجب را دریافتند۔ و شناختند کہ صادر اول کیست؟ و طریق صدور چیست؟

(ذہنیہ)

چون هر یکی از ایشان ازین عالم انتقال کرد حالی که بجهد همت کسب کرده بود در نفس وی بر جا مستقر ماند. و نفس وی بسان آئینه یا حوض آب قابل انطباع شکل آفتاب حقیقت آمد. و راه را ز مبدء المبادی قریب گردانیدند. و چون که در علویات و سفلیات است همه از آثار انوار ایشان پر شد. در رنگ آنکه ابر و رطوبت هوا در جو منتشر شود و بسبب وی هوای زمین دیگرگون گردد و رنگ ارغوانی بر زمین فائض شود۔

بالجمله این چهار راه را قدم اصدق است در ملاء اعلی۔ و واجب آن است که کلام هر طبقه را بر مناسب اذواق وی حمل کنند۔ و یکی را بر مذاق دیگر نیارند ٭

همعه (۳)

کسی که با مشائخ این طرق صحبت داشته باشد۔ یا رسائل و کتب این طائفه مطالعه کرده شک ندارد که جمیع اصحاب طرق و ارباب ارشاد، یا جمهور ایشان متفق اند بر اصل طریقت اگرچه مختلف باشند در کیفیت اقامت آن ٭

و آن اصل منسوب است بسید الطائفه جنید بغدادی بسبب آنکه متقن اکثر قوانین وی بوده است و در زمانه وی بوی نسبت درست میکردند۔ و به حقیقت هر سلسله که هست بوی راجع است۔ یا بار خدایا مگر آنکه شخصی اویسی باشد و بحسب ظاهر از جهت خرقه بقومی منسوب گردد چنانچه شیخ بدیع الدین مدار۔ والله اعلم۔ یا بصحبت مشائخ بسیار رسیده باشد۔ و اتمام کار وی بر دست جنید شود۔ و وی علو اسناد و قلت وسائط با حق شیخ اول را مقدم داشته بوی منسوب گردد، چنانچه شیخ ممشاد دینوری۔ والله اعلم۔

پس ایشان متفق اند بر آنکه نخست چیزی که سالک را باید تصحیح عقائد است بر نهج عقائد صحابه و تابعین و سائر سلف صالحین۔ و ادای ارکان اسلام و اجتناب از کبائر و رد مظالم و سائر آنچه شریعت غرا ایجاب فرموده است۔ که این اصل طاعات است بغیر وی سلوک صحیح نباشد ٭

این جا سه نکته باید فهمید۔ یکی آنکه مراد موافقت صحابه و تابعین است در عقائد نه موافقت مناظران متکلمین۔ پس آنچه در قرون سابقه بتاویل آن مشغول نمی شدند تاویل آن نباید کرد خصوصاً بطریق تعیین که همین مراد است ٭

دوم آنکه مباحث تنزلات خمس[1] و وحدت وجود و مانند آن سالک را خصوصاً مبتدی را

[1] تنزلات خمس۔ مرتبه واحدیت۔ دوم مرتبه ارواح۔ سوم عالم مثال۔ چهارم عالم اجسام۔ پنجم مرتبه انسان کامل۔ حاشیه مطبوعه۔ محمد عبدالحق

واستتار و انس و وحشت روشن تر ظهور کرد. وازاں احوال بنکات واشارات تعبیر کردند، و صادق ترین ایں طبقه آں بود که تعبیر نه کنند الا از حال وجود ذوق و به سماع راغب شدند. وصعقه و خرق در نفس در ایشاں پیدا شد. وکلام بر خواطر و فراسات از ایشاں پدید آمد. از خلق مے بریدند و به جبال و دنیا فی میگریختند. واز ماکولات به گیاه و اوراق اشجار اکتفا مے نمودند، واز ملبوسات بمرقع. مکائد نفس و شیطان و غوائل دنیا مے شناختند و با نفس مجاهده مے کردند و اخلاص ایشاں آں بود که خدا را عبادت کنند نه بخوف نار و طمع جنت بلکه به محبت او۔

اخلاص نسبت عشقیه

احسان بمراد سلف

ودریں زمانه توجه بوجه خاص که عبارت از جمع نفس است به سوئے حقیقة الحقائق تا صبغة الله آں را درگیرد و قدم بر حدث غالب آید۔ خالص نبود۔ ایں بآں مخلوط مے شد و هیچ کس از ایشاں نبود که وے را آں معنی بوجهے نصب العین شده باشد که پیوسته از آں گوید وبسوئے وے اشارت کند، ودراں جا راهے تعین نماید۔ انوار طاعات غالب مے بودند وایں معنی کا برق الخاطف مے نماید ے

شب خیالِ طرهٔ شوخے بدل پیچید و رفت ساعتے ہم چوں شب قدر از برم جوشید و رفت

(ج) درزمانِ سلطان الطریقة شیخ ابوسعید بن ابی الخیر، و شیخ ابوالحسن خرقانی صورتے دیگر فائض شد۔ پس عامه متوقف ماندند بر اعمال وخاصه بر احوال وخاص الخاصه را جذبے دریافت که بسبب آں مهتدی شدند به توجه بوجه خاص۔ وخرقِ حجب وجود تا ذاتے که قیوم اشیا است و اضمحلال دراں وانصباغ بآں۔ پس به اوراد و وظائف چنداں مشغول نه شدند۔ وبه مجاهدات وریاضاتِ شاقه ومعرفت مکائدِ نفس ودنیا چنداں اعتنا نه کردند۔ اعتناء کلی ایشاں بتحصیل ایں توجه بود۔ وآں همه نسبت ها را حجب نورانیه میگفتند۔ ودریں زمانه توحید شهودی وتوحید وجودی تمیز نبود۔ بلکه غرض اصلی ایشاں تحصیل کیفیت اضمحلال نفس بوده است۔ نه تحقیق حقائق نفس الامریه علی ما هی علیه۔

سابقاً بر

(د) بعد ازاں درزمان شیخ اکبر محی الدین بن العربی و قبل وے به قلیلے متنبع شد ذهن ایشاں واز کیفیات وجدانیه نفسانیه درگذشته بر تحقیق حقائق نفس الامریه علی ما هی علیه کمر بستند و تنزلات واجب را دریافتند۔ وشناختند که صادر اول کیست ؟ وطریق صدور چیست وعلی هذا القیاس۔

ذهنیه

وبالجمله ایں فرقه ها در اصل یکے اند ودر صورت شتّٰی۔ والله اعلم باحوالهم۔

وصیت میکردند بعمل بما فی الاحیاء. ومشغول بودن بدرسِ احیاء. وبعد ازانکه بعمل وضائع محبوب است وحسن است، احسن واحب آنست که موافق باشد کتب صحاح احادیث را.

دوم آنکه مبتدی را مشغول بودن به دقائق ریاء وغیرآن زیاده ازاں چه ظاهر کتب سنت معروف ومشهور است، نافع نیست. بلکه حال او را مختل میسازد. وایں سخن بداں ماند که شخصے پسرِ خود را چنداں از گرگ بترساند که خواب دے بر ود واطمینان دے گم گردد. بل چارۂ او آنست که مداخل قوتیہ گرگ را بر اے او مسدود سازد. وبہ احتمالات ضعیفہ مشغول نگردد. همگی همت دے بتقویتِ ولد مصروف باشد که مرد قوی دفع گرگ از خود میتواند کرد. همچنیں احسن وابلغ در تربیت آن است که باذکار واشغالے که محبت انگیز باشد وخاطر را بجانب علوی منجذب سازد مشغول کند. وتصدا اولی تقویت ایں معنے باشد. وتوجه به ازالۂ حُبِّ جاه ومال وغیرآں بقدر ضرورت کند. یعنی آنقدر که ذکر بجمعیتِ دل تواند کرد. وساعتی بے خطره تواند شد. ودر دعوائے حصرِ محبت ومقصودیت در حق حضرتِ حق تعالیٰ سبحانہٗ نفس وی تکذیب دے نکند که ایں تکذیب حلاوت ذکر زائل مے سازد.

سوم آنکه بعض صوفیه از مقلدینِ سلسلۂ علیه نقشبندیه گمان مے کنند که در طریقۂ ما اوراد ووظائف نیست. وقولِ ایشاں بایں صورت وکیفیت غلط است. وخود چه ممکن است که حضرت خواجه نقشبند بعد صحت وشهرتِ احادیثِ اذکارِ صبح وشام ووقتِ خفتن وغیرآن، آں باب ابکلی مسدود دارند. بلکه حضرت خواجه واتباع ایشاں حواله بر کتب حدیث کرده اند ودرپئے ضبط وترتیب اوراد نیفتاده اند وآنچه صلاح دیده متاخرین است ودر احادیث صحیحه مستفیضه آں را اصل نیست لمرنه کرده اند. که اشتغال به سنت ازاں مهم تره انستند. واگر مصالح شتّی جمع شوند ترجیح اهم فالاهم باید کرد. آریں قبیل است بعض کلام ایشان. واگر کسے دریں مسئله شکے داشته باشد باید که در رساله انسیه که تالیف حضرت مولانا یعقوب چرخی است مطالعه کند. ودر کلمهٔ جامعهٔ حضرتِ خواجه نقشبند که بنا طریقۂ ما بر تتبع احادیث وآثار است. تامل فرماید.

همه

(۵)

وبالجمله منوی از صلوٰة قریب پنجاه رکعت است. هفتده رکعت فرض. ودوازده سوائب. یازده صلوٰة لیل. ودو نماز اشراق، وچهار ضحی. وچهار نماز زوال. ایں پنجاه

مشغول شدن نافع نیست بلکہ ضار است۔

سوم آنکہ اگر قدرت تتبع کتب حدیث و آثار صحابہ و تابعین ندارد لاچار است در تقلید مذہبی از مذاہب اربعہ۔ و اگر دارد احسن و اولیٰ در حق وے تتبع احادیث و آثار است خصوصاً بہ تخریجات۔ و تفریعات متاخرین مشغول شدن او را نمی شاید۔

ہم

(۴)

بعد ازیں مطلوب از سالک معمور داشتن اوقات است بہ اذکار و تلاوت و صلوٰۃ و سائر نوافل طاعات و اکتساب اخلاق محمودہ، و اجتناب از ریاء و حسد و غیبت و مثل آن۔

ایں جا نیز[۱] نکتہ باید فہمید۔ یکی آنکہ ہر طائفہ را در معمور داشتن اوقات با وراد و نوافل طاعات وضع خاص است۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ در کتاب غنیۃ الطالبین وضعے تعیین کردہ اند و مشائخ چشتیہ نیز طورے ضبط کردہ اند۔ و شیخ ابو الحسن شاذلی حزبے وارد و میر سید علی ہمدانی وظیفہ وارد، و اوراد شیخ الشیوخ خود مشہور است۔ و امام محمد غزالی در احیاء کیفیتے را بیان کردہ، و ایں فقیر از بعض اکابر سادۂ آل باعلوی شنیدہ است کہ بناء طریقہ ایشاں روسیہ بر کتاب احیاء است از اوراد و غیر آں۔ و اکابر ایں طریقہ طبقۃً بعد طبقۃٍ اصحاب خود را

---

[۱] قال الامام ولی اللہ الدہلوی فی الہوامع شرح حزب البحر الہامع حزب البحر یکے از معرابات روحانیہ شیخ ابو الحسن شاذلی است۔ ثقات نقل کردہ اند کہ شیخ ابو الحسن شاذلی در قاہرہ بود۔ ایام حج نزدیک رسیدہ در آں حالت یاران خود را فرمود کہ از جانب غیب اشارہ رفتہ است با آنکہ امسال حج گذاریم۔ مرکب طلب کنند۔ یاران ہر چند طلب کردند نیافتند، الا مرکب پیرے نصرانی۔ بر ہماں مرکب سوار شدند۔ چوں بادباں برداشتند، و از عمارات قاہرہ گذشتند باد مخالف وزیدن گرفت و یک جمعہ نزدیک قاہرہ بودند۔ بوجہے کہ جبال قاہرہ در نظر می آمد۔ توقف افتاد۔ سکان زبان تشنیع کشادند۔ کہ شیخ می گوید مرا اشارہ حج شدہ است۔ حالانکہ وقت نزدیک رسیدہ۔ و ما ایں جا در باد مخالف افتادہ ایم۔ ایں معنی سبب قلق خاطر شیخ شد۔ لیکن بقوت مذاق آں را فرو می برد۔ اتفاقاً شیخ در قیلولہ بود کہ بایں دعا تفہیم شد۔ از خواب بیدار شد و ایں دعا خواندن گرفت۔ در نیں مرکب را طلب کرد و گفت علی برکت اللہ بادبان بردار۔ گفت اگر بردارم ہمیں ساعت باد بر گردیدہ باز کند و ما را بقاہرہ رساند۔ شیخ گفتا و سوسہ انکار را راہ مدہ۔ و ہر چہ می گویم بعمل آر۔ و عجیب صنع الٰہی را تماشا کرد۔ بادباں برداشتن ہماں بود و وزیدن باد موافق بقوت تمام ہماں ناگاہ بر سے کہ کشتی را بہ آں بہ میخ بستہ بودند نتوانستند کشاد۔ آں را بریدند و بسرعت بر چہ تمام تر اعجوبہ عافیت و تیسیر و سلامت بہ مقصد مبارک رسیدند پسران پیر نصرانی مسلمان شدند۔ و آں پیر نصرانی آزردہ خاطر گشت شبانگاہ بخواب دید کہ شیخ با جماعہ عظیمہ بہ بہشت می برد، و فرزندان او ہمراہ شیخ می روند۔ خواست کہ در پئے فرزندان خود رود، ملائکہ زجر کردند کہ تو از اہل دین ایشان نیستی۔ با ایشاں چہ کار داری۔ وقت صبح ہدایت الٰہی در کار او شد۔ کلمۂ اسلام خواند۔ در رفتہ رفتہ کار بجائے رسید کہ صاحب مقامات عالیہ گشت و اہل آں ناحیہ باو تقرب می جستند۔ ص ۔۱۲۔ محمد ولی اللہ القنوی۔ غفرلہ و ابانہ و مشائخہ الکرام۔

همعه (۶)

بعد استقرارِ این وضع مطلوب از سالک آن است که ذکر کند بطورِ اہلِ محبت و عشق نه بطورِ وظیفه
چنانکه سابقاً میکرد. و اسعدِ ناس بذکر کسے است که صحیح المزاج و قوی العشق باشد. و آنکه متساہل و
مختل المزاج است. یا صفتِ عشق و محبت بوے مستولی نمے شود او را ازیں راہ چنداں بہرہ نیست.

و بالجملہ افضل اذکار نزدِ جمہورِ اہلِ طریقت. نفی و اثبات است و اسم ذات است. و آں را
شروط و آداب مقرر کردہ اند. و سر در تعیینِ ہمہ آنہا آنست کہ سبب جمع خاطر، و نفی خطرات و برخاستن
گرمی محبت ہستند پس نخست او را انتہاز فرصتے باید کرد. کہ دراں وقت جائع نباشد و نہ شبعان
و نہ حاقب[۱] و نہ حاقن و نہ غضبان و نہ متفکر نہ مغموم، و بالجملہ از جمیع عوارض و شواغل نفسانیہ و
خارجیہ فارغ باشد. و در خلوتے رود. و طہارتِ کاملہ از غسل یا وضو و لبس ثیاب طاہرہ و غیر آں
بجا آرد. و دل خود را بنحوے کہ تواند گرم کند بیاد کردنِ مرگ. یا بملاحظہ حکایاتِ محبت انگیز و بوجہ
استماع کلام واعظ یا نغمۂ دلچسپ و غیر آں.

اخراج نسبتِ عشقیہ

آنگاہ بعد دو رکعت مستقبلِ قبلہ بوضعِ جلسۂ صلوٰۃ بنشیند. و بزبان گوید لا الٰہ الا اللہ.
کلمۂ لا از تحت شروع کند و الٰہ در دماغ گوید و الا اللہ را بتمام قوت بر دل ضرب کند. و شدہ
مراعات کند. و ملاحظۂ نفی محبتِ غیر حق، بل وجودِ غیر حق در نظر دارد. و باید کہ بہیئتِ مردِ
متواجد کہ سرِ دل خود را نتواند پوشید. باشد. و اگر ایں حال بے تکلف بدست نیاید باید کہ ادعائے
آں حال کند. و بصفتِ خود را بآں کیفیت دہد. و باید کہ بلند گفتن بقدرِ ظہورِ وجد باشد. ہر چند
گرمی وجد بیشتر صوت بلند تر. و تواتر و شدتِ ضرب زیادہ تر.

ما شک نداریم کہ ہر کہ کامل المزاج باشد. و قابلِ محبت باشد و بایں صفت یک دو ساعت
ذکر کند البتہ جمع خاطر و نفی خطرات و گرمی شوق او را حاصل مے شود.

آنگاہ ساعتے در نگہداشتِ ایں کیفیت متوجہ باشد و آں را نیک بفہمد و نیک بشناسد
و بقدر امکان در نگہداشتِ آں سعی کند. و اگر مفقود گردد یا ضعیف شود در زیادتِ آں کوشد مردِ صحیح الفہم
کامل المزاج در یک مجلس ایں را میتواند فہمید. و اگر سخت طبع باشد و پہلوان شکل سہ روزہ بتقلیل طعام فرماید
چوں چند نوبت ایں قسم بعمل آرد البتہ او را آں کیفیت بحاصل مے آید آں را می فہمد و اگر جہد کرد و نہ فہمید

[۱] حقب دشوار شدن بول حاقن آنکہ بول آمدہ، آنگاہ دارد مشتق از حقن بمعنی باز داشتن ۱۲

رکعت را لازم باید گرفت۔

و از ذکر اذکارِ صبح و شام و وقتِ خفتن و سائر اذکارِ موقتہ، ازیں جملہ آنچہ صحیح بل مستفیض است۔ و والدین قدس سرہٗ وصیت مے کرد بمواظبتِ نفی و اثبات ہزار بار بعض بجہر بعض بخفیہ انتہی۔ و از وِرد و دا استغفار آں قدر کہ تواند۔ و وقتِ سحر سبحان اللہ وبحمدہٖ صد بار۔ ولا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ الخ صد بار خواندن برکتِ عظیم دارد۔

و از صوم روزۂ عرفہ و عاشورہ، و سہ روزہ از ہر ماہ۔ ہر کدام باشد۔ از آنچہ در احادیث فرمودہ شد۔ و شش روزہ از شوال۔

و از صدقہ آنکہ ہر روز قوتِ مسکینے صدقہ دہد۔ از حواشیٔ اموالِ خود۔ و ہر سال کسوتے بیروں از صدقۃ الفطر۔ و سائر اوضاع متاکدہ

و از تلاوت اگر حافظ باشد آنقدر کہ در ہفتہ ختم کند۔ و اگر اشتغال اشغالِ باطنہ اہم تریں باشد ہر قدر کہ تواند۔ و غیر حافظ قدر صد آیت متوسط کہ غالباً مابین پاؤ سیپارہ تا نیم سیپارہ مے شود۔

و از اشغال تعلّم و سہ ورق از حدیث خواندن۔ یا یک دو رکوع از ترجمہ کلام مجید تبیین

و از خوردن اگر شدید المزاج باشد قدرے کہ دونِ اناں ضعیف آرد مثل یک رطل از طعامِ پختہ و اگر ضعیف المزاج باشد قدرے کہ در اکثر احیان مشغول ببطنِ خود نباشد۔ نہ از جہتِ شبع و نہ از جہت گرسنگی۔

و از تیقظ آنکہ روز و شب را تسجیل کند۔ دو تجزیہ در تیقظ گذارند و یکے در نوم مثل آنکہ بروز یک ساعت در حاجرہ استراحت کند۔ و تا ربع شب بیدار باشد۔ و یک ساعت از سحر بیدار شود و بعد ازاں نعسۂ خفیفہ کردہ وقتِ غلس باز متنبہ شود۔ ازیں حدا ندکے ایں طرف و آں طرف مختار است۔

و از عزلت آں قدر کہ در غیر وظائفِ صالحہ مثلِ عیادتِ بیمار و تعزیت مصاب و صلۂ رحم و حضورِ مجالس علم و رفعِ خشونتِ طبع و قبضِ خاطر و مثلِ آں درمیانِ مردماں کم نشیند۔

و در لباس و کسب و غیر آں متمیز بودن از سائر ناس در شرع محمود نیست بلکہ بروشِ اخوانِ خود و عشیرۂ خود زندگانی کند۔ اگر از طبقۂ علما است بروشِ علما باشد۔ و اگر از محترفہ است بوضع محترفہ۔ و اگر از سپاہیان است بطورِ سپاہیاں ٭

و مراقبہ ہا انواع بسیار اند در غیر ایں موضع ذکر کردہ ایم۔ و دریں جا آنچہ بحسب الہام مختار ما است، اکتفا کنیم۔

باید کہ بفراغ کلی چنانچہ گذشت، متوجہ شود بسوئے احاطۂ حق سبحانہ، بوے فیکجیع اشیاء از جانب یمین و شمال و فوق و تحت و اندرون و بیرون، تا آنکہ حقیقۃ الحقائق کہ منزہ است از جمیع جہات، در نظر او مثل ہوائے ساری در اجزاء جو یا آب در گل در آید۔ و ہمچنیں بایں معنی مقید باشد تا آنکہ ایں نور ساری بروے جلوہ گر شود بوجہے کہ دل وے مطمئن باشد بآنکہ ظہور آں از صنع وے نیست بلکہ بے اختیار و بے سعی وے ظہور میسر یابد۔

ایں معنی منتہائے ایں مراقبہ است، در شش ماہ باشد، یا سہ یا یک ہفتہ۔

چوں آں نور محسوس گشت آں را فرمایند کہ او را بے ملاحظۂ سائر اشیاء کہ محاط تصور میگردد، بعد ازاں آں را بے ملاحظۂ جہات بہ تنزہ و تمام تصور کند، کہ در اندک محنت طرفے از نسبت بیرنگی خواہد دریافت۔

و مشائخ را مراقبہ ہا بسیار اند بعض برائے سد خطرات و رام کردن نفس بر جمیع خاطر بسوئے جانب واحد بے تشتت عزیمت، استنباط کردہ اند۔ از آں جملہ است تحدیق نظر در پرۂ بینی و مانند آں۔ و بعض آخر برائے رام کردن نفس و مہیا ساختن آں برائے توجہ بہ مجرد مثل توجہ بہ نور آفتاب یا خلا۔ و بعض آخر برائے تدریج نفس از متخیل بہ موہوم مثل تخیل صورت خطی اسم اللہ۔ و بعض آخر تعیین معیارے برائے توجہ بحق۔

و ایں توجہ را دو قسم قرار دادہ اند۔ یکی توجہ باسم و دیگر توجہ بہ مسمی۔ و معیار اول حرکت نبضی است کہ حرکات منفصلہ دارد مثل ضرب و مطرقہ بر سندان۔ و معیار ثانی دور و در رفتن وہم و خیال است کہ مانند رشتۂ طولانی آں را بکشند۔ یا صوت متصل است کہ آں را اسمع نزدیک تعطیل عمل او از خارج تخیل میکند

و ازیں جا سر استنطاق لطائف معلوم شد

و بعض در اشغال و مراقبات تقریب ذہن بہ نسبتے از نسبات منظور داشتہ اند مثل ذکر انت فوقی، انت تحتی الخ کہ مقرب است بہ نسبت توحید۔

و بالجملہ میدان واسع است و ہر کسے حسب ادراک خود چیزے گفتہ۔ مصرعہ:

وللناس فی ما یعشقون مذاہب

لیکن بریں فقیر ظاہر شد، کہ مرضی حق سبحانہ آن است کہ از اذکار ذکرے کنند کہ شریعت بآں وارد شدہ است۔ و از مراقبات مراقبہ کنند کہ بالفعل توجہ بحضرت غیب باشد، نہ توطیہ برائے آں

اورا معذور باید داشت۔ و بمشرب اوراد و وظائف مشغول باید ساخت۔
این جا نکتۂ چند باید فہمید یکی آنکہ جمہور اہل طریقت متفق اند بر ادارۂ پاس بذکر و تحریک آں بر قلب رعایت شده ونده۔ وسبب آں آنست کہ ایں کیفیت سبب انگیختن محبت است وسد خطرات۔
دوم آنکہ بعض اتباع سلسلۂ علیہ نقشبندیہ میگویند کہ حضرت خواجہ از جہر منع مے کردند۔
حقیقت حال آں است کہ حضرت خواجگان پیش از خواجہ نقشبند جہر و خفیہ ہر دو میکردند بلکہ جہر در ایشان غالب تر بود۔ در روز دوشنبہ و پنج شنبہ بجمعیت تمام میکردند حضرت خواجہ نقشبند بجہت آنکہ ذکر جہر بمذہب حنفیاں مکروہ است۔ ذکر خفی اولی و اقوی دیدند وآں را اختیار کردند دوم یک ایشان تاثیر صحبت بنہایت قوی بود وآں کفایت میکرد از جہر۔
اما در اکثر احیان و بحسب اکثر استعدادات ہیچ چیز نافع تر از جہر نیست فتشکیک دریں معنی مکابرہ۔
سوم آنکہ آنچہ شارع بلاں مرفرموده و براں تحریض کرده دو چیز است۔ یکے ذکر و دیگر فکر۔
مراد از ذکر ذکر زبانی است۔ جہر و خفیہ کہ در حدیث مذکور میشود۔ ہر دو قسم زبانی اند چوں نقل مبتدیاں از ذکر زبانی بفکر خالص دشوار میشد مشائخ ذکر قلبی را کہ مناسبتے بہر دو جانب دارد وکالبرزخ است کما لا یخفی۔ استنباط کرده اند۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما رآہ المؤمنون حسناً فھو عند اللہ حسن۔ رواہ محمد فی الموطا تعلیقاً۔

(۸)

مطلوب از سالک۔ بعد دریافت کیفیت شوق، وحصول آثار آں در تقلیل کلام و دفع اشغال دنیویہ و ترک ملاذ وغیر آں بوجہے کہ ایں ظاہر و باہر باشد نہ متوہم وخفی المکان۔ مراقبہ است۔
حقیقت مراقبہ۔ بوجہے کہ شامل جمیع افراد آں باشد ایں است۔ توجہ قوت دراکہ باقبال تمام بسوئے صفات حضرت حق تعالیٰ، یا بسوئے حالت انفکاک روح از جسد یا مثل آں تا آں کہ عقل و وہم وخیال وجمیع حواس تابع آں توجہ گردد۔ وآنچہ محسوس نیست بمنزلۂ محسوس نصب العین شود۔
واسعد الناس بمراقبہ کسے است کہ در اصل جبلت توجہ باموری غیر محسوسہ نیک میتواند کرد چنانچہ بعض مردم را مے بینی کہ خیال بریشے غالب مے آید و بدست اشارت بحسب آں میکنند یا از زبان وچیزے برمے آید اگرچہ مردماں ورا بجنون نسبت کنند۔

لے در مظہر منقصت نیست۔ ۱۲ فداہ لی۔

من الخطایا الخ۔ و اللھم اجعل فی قلبی نوراً الخ ہر قدر کہ تواند بگوید۔ و بعد نماز بذکر "یا قوی" چہار ضربی یا سہ ضربی مشغول شود۔ و اگر خطرات باز مشوش سازند فی الحال وضو کردہ باز دو رکعت بہماں اسلوب بخواند۔ و بہماں ذکر مشغول شود و اگر خطرات باز تشویش دہند باز چنیں کند۔ ما شک نداریم کہ پس از دو سہ نوبت چنیں کردن البتہ یک گونہ ثلج و برد و سکونے در قلب بیاید پس بہ ذکر نفی اثبات بخصیل شوق مشغول شود۔

ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ ایں تریاق مجرب است۔ غیر مختلف الاثر۔ واللہ اعلم۔

(ب) و از انجملہ قلق و تشتت عزیمت است کہ ہر چند خواہد کہ بکارے از وظائف قلبیہ مشغول شود نفس وے مطاوعت نمے کند و غم بے حا اند دل وے فوارہ زند۔

ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ سبب ایں قلق و تشتت عزیمت چند چیز است۔

یکی اختلال مزاج کہ اخلاط سوداویہ ظلمانیہ بر دل ہجوم کند۔ و علاج آں تعدیل مزاج است بہ فصد و استفراغ۔ و بجز ایں ہیچ چیز وے را نافع نیست۔

دیگر تنجس بامداث متواترہ و خباثات متراکمہ بے تخلل طہارت۔ و علاج آں مبالغہ است در تطہیر بدن و ثیاب۔

سوم ارتکاب گناہے از ظلم بر غیر یا اضاعت حق ذوی الحقوق و علاج آں تدارک آں خلل است۔

چہارم لمۃ از شیاطین یا سحر کہ بہ نفس وے لحظۃ قلق برساند۔ و علاج آں اشتغال بہ لفظ یا اللہ است بہ چند تواند بگوید۔

پنجم۔ سوء ادب بہ نسبت مشائخ طریقت۔ و علاج آں رفع آں سبب است۔

ششم۔ عروض خفیۂ محبت دنیا کہ در نفس مستتر باشد۔ و وے بہ نظر جلی آنرا ندریافتہ ظلمت آں دل او را احاطہ کند۔ و علاج آں ملاومت ذکر است بہ صفتی کہ گفتیم و در جانب نفی ملاحظۂ آں حجابات کند۔

ہفتم جبن از شدائد سلوک۔ علاج آں استماع حکایات ایں طبقہ است و خود را بہ حبل رجا متمسک ساختن۔

بالجملہ سبب آفت را باید دانست۔ و علاج آں بر ضد آں باید کرد۔

و اگر سالک تشخیص سبب نتواند کرد۔ شیخ در حواس متعددہ در حال وے تعمق نظر کند و از

لہ حجابات۔ یا حجابات۔ لہ مشکوک است و ظنیہ خباثات است" نور م

کار است که اگر فی الحال بمیرد موجب حسرت و اذیت نفس نباشد و حاصل توجه باشد بداں جانب و لو علیٰ حسب استعداده چه بلا حسرت است که شخصے در خیالِ صورت متصل، یا خلا، یا تحدیق نظر به نرمهٔ بینی بمیرد۔ فتأمّل۔

(۸)

باید دانست که سالک را چند عارضه در اثنائے اشتغال باین امور مذکوره پیش مے آید علاج آن باید دانست۔

(۱) (الف) از انجمله حدیث نفس است۔

و آں دو قسم میباشد۔ یکی آنکه نفس خود را به قصد در ترتیب متخیلات مے افگند۔ چنانچه شخصے را وظیفه مقرر کردند که دو نان و پیالهٔ عسل پر روزه بگیرد۔ وے با خود گفت که نان بخورم و عسل را جمع کنم در چند روز سبوئے بهم خواهد آمد آن را فروخته ماکیانے خرید کنم۔ و چوں نسل ماکیاں بسیار شود از وے کذا و کذا حاصل کنم۔ وهلمّ جرّاً

و بحقیقت ازیں جملاست دور دور رفتن در فکر اشعار و زیجات و اکثار حجج و کلام و معقولات۔

دیگر آنکه خطرات بغیر قصد در خاطر بگذرند یا صور آنچه دیده بوده است در حس مشترک مے برشده باشد

علاج قسم اول انبعاث همت است پس چیزے کند که دل ازاں بجوشد از قبیل آنچه سابقاً گفتیم و داعیهٔ تهذیب نفس از سر نو پیدا شود۔ بعد ازاں بخلوتے رود و سعی کند که یک ساعت کامله هیچ حدیث مسلسل بخاطرش نیاید اگر چیزے ازاں ظاهر شد فی الحال ازاں اعراض کند قبل ازاں که نفس بداں لذت یابد۔ و اگر نفس منازعت کند گوید بعد ازیں ساعت بداں مشغول خواهم شد۔ باین تسویف یک ساعت گذارند یا چیزے که سبب انبعاث داعیه باشد بعمل آورده به همیں اسلوب در پئے کار خود بلند شد

علاج ثانی تحصیل انجذاب خاطر است بوجهے ازیں وجوه که میگویم۔

یکے آنکه به صحبت مرشدے قوی التوجه بنشیند و خاطر خود را یک دو ساعت از جمیع امور خالی ساخته بسوئے وے متوجه شود۔

دوم آنکه بارواح طیبهٔ مشائخ متوجه شود۔ و برائے ایشاں فاتحه بخواند۔ یا به زیارت قبر ایشاں رود۔ و از انجا انجذاب دریوزه کند۔

سوم آنکه بخلوتے رود و غسل کند و جامهٔ نو پوشد و دو رکعت بخواند و در انجا اللّٰهمّ نقّنی

لے کذا۔ لعلّه۔ وجه انکار آنست در نسخهٔ خطیه لفظ انکار بوجود دیگر لیس دیپیش محرف وارده۔ د الموضح موضح ما ایل ۱۲ انوار الحق (۳ر جولائی ۱۹۳۱ء)

ذکر باطنی یا جلی بسیار کند و دیدهٔ بصیرت را منتظر آن هم دارد و دل خود را متوجه جانب حق دارد

توحید افعالی

تا ملک بیدار گردد چون چندے بدیں جانب متوجه شد توحید افعالی وی را منکشف گردد پس
بحال رنگے درسے یابد که عالم و حرکات و سکنات او بمنزلهٔ احوال تماثیل نسبت بازاست و آن همه
راجع به تدبیر وحدانی است و بازبسته بفعل واحد است. و اگر پیش از یں مقتضای ایں معنی بود احوال
آثار ایں برّے ظاهر شوند از توکل و تفویض و عدم نسبت موت و حیات و شفا و مرض با اسباب آنچه
مگر حسب سنة الله و قلت انبعاث داعیه توبه و تمسک با سباب. و اگر معتقد نبود احوال
اعتقاد و تمام ناشی از وجدان او را حاصل شود.

و معهود ہیں جا حوادث کلیه اند مثل تقرر و نشاء شفا و مرض، و موت و حیات و ایجاد و حلول
اما رویت تصریف در هر ذره از اوراق اشجار مثل آن نزدیک یا و دخل در اصل توحید افعالی
نیست، اگر چه بسیار است که سالک بآن قائل میگردد و گاهے اهل ارشاد دریں مرتبه او را نصیحت نمایند که
ذکر گوید و ملاحظهٔ لا فاعل فی الوجود الا الله منظور دارد. تا از معنی ایں معنی بروے غالب آید
اگر چه اصل ظهور ایں نسبت موقوف برایں ملاحظه نیست.

و صاحب توحید افعالی ناسوت را مثل ظل عالم غیب می بیند چنانکه عاقل بیند که سایه
متحرک است، بطریق بداهت اثبات شخصی که اصل سایه است، میکند هم چنیں ایں مرد مجاهدات عالم
و اقوال آں تدبیر غیبی اگر عالم ناسوت ظل آں است مشاهده میکند.

توحید صفاتی

و بعد از ظهور توحید افعالی، توحید صفاتی ظاهر خواهد شد.

و مراد از وے مشاهدهٔ آں واحد است در صور شتی. پس به بداهت اثبات اصلی میکند که
همه اختلاف و تشعب بدان راجع است. و آں اصل را در ضمن آں صور مے بیند مے شناسد مثل
مشاهدهٔ انسان کلی در ضمن افراد انسان یا مشاهده شمع در تماثیل متعدده از شمع، و آں اصل را
بے رنگ مے داند. و رنگ ها مختلفه را مانع بے رنگی نمے داند. بطریق بداهت نه فکر.

ایں دو مقام باهم متصل اند. و آخر یکے با اول دیگر مربوط است.

و اکثر مردمان کسے هست که طول العمر همیں جا ماند، و عروج از اینجا میسر نشد.

و حکم قوی المحبت ذکی الذهن است، بعد از یں حالت متوجه شود بآں اصل بغیر التفات
بآں صور مختلفه، بلکه از آں کثرت نظرے پوشیده و بهول مے ورزد،
و سنة الله جاری شده است که تمام توحید صفاتی به مشاهدهٔ آں اصل است و در ضمن انانیت

قرائن حالیه و مقالیه باید فرق کرد که حق تعالی وے را دادہ است حقیقت کار دریابد.

بکار رجوع ۲۳ ج ازاں جملہ آن است کہ بر سالک واقعات بسیار در منام یا در بیداری ظاہر میشوند. و ہمچنیں خواطر بسیار در انشاء ذکر پیدا آیند. و انوار میدرخشند وے ایں ہمہ را از مواعید عظام تصور میکند و میداند کہ چیزے عجیبے بدست آمدہ است. از سعی در مقصود باز می ماند.

دریں باب ضابطہ باید دانست.

ایں فقیر را آگاہ نمودہ اند کہ ہر صورتے کہ بر سالک ظاہر میشود از چند حالت بیروں نیست. اگر دراں حالت وے را یقین است کہ ایں صورت تجلی حق است یا منسوب بوے است آں صورت تجلی حق است. و اگر مکاشفات او را منسوب بہ ملائکہ یا ارواح طیبہ مشائخ میداند از آں قبیل است. و اگر انقباض و ظلمے دریں ضمن آں دریافت آں از نوع ملکی است یا مکر و حیلتے و انقباض حاصل آید از شیاطین است. و اگر ہیچ چیز دریں باب ظاہر نشد خیالے است از خیالات طبعیہ.

و بر ہمیں حال خواطر را قیاس باید کرد.

و آنچہ مشائخ از فرق درمیان جہات ذکر کردہ اند نزدیک ایں فقیر دائم الصدق نیست.

همعه - (۹)

ای دادا گر بالک حرفے از معنی نشانی مصلحت، دو راہ پیش سالک ہست راہ جذب و راہ سلوک. شیخ مقتدا مختار است در تقدیم یکے بر دیگرے. و در جہان جذب مقدم بر سلوک که مجمع علیہ اکابر است، مستلزم ترجیح تقدیم جذب در حق جمیع سالکان نیست. بسا کسی کہ تقدیم سلوک در حق او نافع است از تقدیم جذب بحسب استعداد خاص او.

مراد ما از جذب ایں جا محض کشش غالبہ است بجانب غیب. و بہ طرف شدن خطرات و در بریدن شدن از عمل و وظائف شرع و آداب.

بلکہ مراد ایں جا خرق حجب و جدا است تا حقیقۃ الحقائق و نفوذ است مشوشہ مہمہ اول بہ رجوع قہقری ساز را و انا. و حاصل جذب تحلیل اجزا است و کشف حجب.

و مراد از سلوک انصباغ نفس است بہ کیفیتے از کیفیات نفسانیہ و پیدا کردن آن از روش مثل خشوع و طہارت و عشق و جز آن.

جذب اما روش جذب آن است کہ چوں سالک فی الجملہ بعالم غیب آشنا شد او را فرمایند کہ

اما مردِ قوی المعرفت ذکی الذهن می تواند که ملخص کلام ایشان بفهمد۔ و اختلاف عبارات را بدان راجع کند۔

و اگرچه در طرق کثرت و طول مکث در این مقامات نیز مختلف باشد۔ و بر هر یکی فتوحات و احوال بنوع دیگر واقع شود بحسب استعدادات ایشان،

سوم آنکه این فقیر را آگاه نموده اند که راه سلوک در شریعت مبین شده است و راه جذب را بیان نکرده اند۔ چنانچه تعیین اسم اعظم و تعیین لیلة القدر نکرده اند۔ و آنکه کلام شارع را برین معنی فرود آرد و حمل نماید مثل کسی است که کافیہ ابن حاجب را بعبارات تصوف شرح کرده بود۔

السلوک غیر ... بخلاف الجذب

و مراد از سلوک آنست که ملکه را از ملکات محموده کسب کند، بوجهی که آن ملکه روح را از جمیع جهات احاطه کند۔ و محیا و ممات وی بدان باشد مصرعه

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

و هر حالی که باین صفت لازم ذات گردد آن را نسبت گویند

نسبت

اولیاء را درینجا مسالک بسیار ماند،

و این فقیر بحسب باطن به علم ازعلی متوجه شده و نسبت هر طریقه جداجدا ادراک کرده و بطریق تحصیل آن ملهم شده، درین اوراق پاره ازین باب بنویسیم

بر طریقه مخصوصه

نسبت ها دو قسم اند۔

یکی آنکه براه جذب آشنا است۔ گویا ظل جذب است

دیگر آنکه براه لطیفه داورا نزدیک تر است۔ گویا لب و خلاصه آنست و بعض سلف این قسم را نسبت علمیه میگفتند۔

نسبت طهارت

از قسم اخیر است نسبت انوار طهارت۔ حقیقت این نسبت آن است که چون کسی در نظافت بغسل و وضو و استعمال طیب و دفع ریح از بدن و ثوب مشغول میشود۔ سروری، انشراحی و انسی خاص در خود می یابد، نه از قبیل قوای طبیعیه۔ بلکه این سرور میراث از قوت ملکیه و پرتوی است و چون این معنی مکرر بوجود آید نفس آن را ملکه میگیرد و هیئت راسخه در نفس از آن متحقق میگردد و عارف آن هیئت را میشناسد و بآن ملتذ میشود۔ و چون حدث و جنابت طاری میشود یا بدن و ثوب متنجس میگردد در مقابله آن انس انقباضی و وحشتی دست میدهد و تلطخ و تشتت عزیمت اندر دل خیزد و احادیث مجربه از خاطر بسر میکنند و چون به تامل و اشباع طهارت متمسک میشود باز

[illegible]

توحید ذاتی

از هویت تو واست، پس نظر به آنا نافذ گردد به آن اصل و ازین جا به ترقی نظر پیوشد از نمود
و آن حال را توحید ذاتی میگوئیم در این مباحث. اگرچه در مبحث ذوق الاول مراد از آن چیزی
دیگر داریم، و همان است کالبرق الخاطف،

اما توحید ذاتی که این جا مراد است مقامی است از مقامات که سالک آن جا استقرار میکند
و بعض سالکان از توحید افعالی بطریق طفره به توحید ذاتی میرسند، و به توحید صفاتی و بدین
حقیقة الحقائق در ضمن آنها اصلاً آشنا نشوند. و قلیل ما هم.
و بعد تکمیل این نسبت به استغراقی مندفع میشود و به نسبت بی نشانی و یادداشت، و ذکر خفیه.
و حقیقت آن التفات اجمالی است بسوی حقیقة الحقائق.
چون سالک اینجا رسید برو واجب است که زمانی در آن جا توقف کند و به تجرید تمام اشتغال
عظیم متوجه باین معنی باشد تا همه را بنماید که تعینی خاص از آن حقیقت منشعب شده بر هویت وی
نزول فرمود، و وی باقی شد باین تعین،
و اینجا راه جذب آخر رسید،
این جا چند نکته باید دانست.
یکی آنکه چون این قسم وصلت بر سالک منکشف شد. راه جذب را طی کرده است معتقد توحید
وجودی باشد یا نه.
تفصیلش آنست که یکی اولاً توحید صفاتی می یابد و بعد از طی آن از آن در میگذرد و به توحید
ذاتی میرسد و این معامله را توجیه میکند بآنکه نخست مغلوب شده بودم، و تو هویت واجب را به نسبت ممکن
اتحاد دانسته بودم چنانکه در عالم منام کسی سبع را ببیند و این جا هیچ سبع نیست. قوت غضبیه وی
است که بشکل سبع ظهور کرده است.
و چون ازین مقام ترقی کرد و به تنزیه افتاد و به اخلاص از ورطهٔ تشبیه وارست
و دیگری را هم همین صورت واقع شد و آن را توجیه کرد بآنکه ظهور و سریان امر محقق است
و آن استتار ثانیاً استتار است در نظر فقط.

امر محقق

دوم آنکه این امر متفق علیه است هیچکس از اولیای کمّل منکر آن نبوده است. الا بایه امر رفته
اگرچه در تعبیر در میان ایشان اختلاف باشد. شعر:
عباراتنا شتّی و حسنک واحد — و کلٌّ الی ذاک الجمال یشیر

وازموانع آں احتراز کند۔

حقیقتِ طہارت منحصر نیست در وضو و غسل بلکہ بسیار چیزہا در حکمِ غسل و وضو ہستند، چنانچہ صدقہ دادن و فرشتگان و بزرگان را بخوبی یاد کردن و کارے کہ نافع بعامۂ ناس باشد و ایشان بسبب وے دعا کنند و خوشدل شوند بجا آوردن، و ریش و بروت و سائر شعور را بر ہیئت معتاد و مستحسنہ در حالت نگاہ داشتن و آں ہا را پراگندہ نگذاشتن۔ و در مواضع متبرکہ و مساجد معظمہ و مشاہد سلف معتکف شدن و لباسِ پاک و سفید پوشیدن و استعمالِ طیب کردن۔ و بر طہارت خفتن۔ و وقتِ خواب ذکر گفتن و از خطراتِ پریشاں دل خود را نگاہ داشتن، و استفراغ موادِ مؤذیہ و اخلاط طبیعیہ از بدن کردن۔ و راحت یافتن نفس بہ نسیمِ خوش و بوئے نیک۔ و خوردن چیزہائے کہ کیلوس صالح پیدا کند تا بلادت و قلق دور نماید۔

ایں ہمہ چیزہا کیفیتِ طہارت را پیدا میکنند یا تقویت مے دہند۔

و ہیئات منکرہ شیطانیہ، و کلماتِ فحش گفتن، و در سلفِ صالحین طعن کردن، و بیحیائی نمودن، و مشاہدۂ حیوانات حین سفاد، و با زنانِ جمیلہ و امارد صحبت داشتن، و فکر را در محاسن ایشان مشغول ساختن و خطرۂ جماع زمانے دراز در خاطر مضمر داشتن۔ و زیادہ از مثل آنکہ کسے استراحت برائے قضائے شہوت رود بجماع مشغول شدن، و با سگان و خوکان صحبت داشتن، و امراضِ جلدیہ مثل شری و قروح و حکہ و جرب و امراضِ دمویہ، ایں ہمہ صفتِ مقابلۂ طہارت را آگندہ مے سازد۔

فرق است در جماعی کہ برائے دفع اذیت کنند، و جماعی کہ برائے تحصیل شہوت کنند، اول از باب طہارت است۔ و ثانی از بابِ نجاست۔

بعضے ایں چیزہا را در شرع بتصریح طہارت و نجاست نامیدہ اند و بعضے را باشارت ایما کردہ و بالجملہ ایں ہمہ بطریق وجدان معلوم شدہ است۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہمعہ (۱۰)

نسبتِ سکینہ

و از انجملہ نسبتِ سکینہ است۔ کہ گاہے نورِ طاعت نیز مے نامیم و آں سہ شعبہ است۔ یکی شعبۂ طہارت مناجات است۔ و حقیقت وے آنست کہ چوں انسان خدا را تعالیٰ و تبارک در ضمن اذکار و صلوات و دعا و استغفار و استعاذہ یاد مے کند لا محالہ او را توجہے بجانبِ غیب مضمحل در میاں الفاظ و افعال و مستتر در ضمن آں حاصل میگردد و بایں توجہ اجمالی ضمنی نفس ناطقہ از خود مے گیرد و بداں ملتفت شود، و ملکہ او در جوہر روح داخل میگردد پس بسیار است کہ مرد فی الحال ساکت است از ذکر

کیفیت مطلوبه رو مے نماید و آثار سکینه در خود مے یابد۔

بالجمله چوں طریق را شناخت، و از یکے متأذی و بدیگرے ملتذ شد، مندفع میگردد
باکثار طهارت و اکثار ملاحظه آں کیفیت، و مواظبت وضوء و غسل۔

و از آں جانب بابے واسع کشاده می گردد بسوئے حقیقت ملائکه و انس بسرور ایشاں و تنعما
و سیمائے نیکیاں مشاهده میکند مثل از نسیم و برد و راحت۔ و در دار دنیا این شخص در رنگ ملائکه
ملهم میگردد و برائے وے ملائکه اسلم کرده میشوند تا در رفاهیت او کوشش نمایند و اعانته۔ و
در دار آخرت معدود از ملائکه میشود و یکے از ایشاں میگردد،

و علامت حصول این نسبت و تمکن آں از دل آن ست که واقعات ملکیه بسیار ظاهر
مے شوند مثل رویت انوار، و در آمدن آفتاب و ماه در دهان و دل این شخص۔ و خود را در رنگ بلور
و جواهر شفافه دیدن۔ و تناول اطعمهٔ لذیذه و لبن و عسل و سمن و مانند آں و لباس حریر و حلول در بساتین
بشرطے که مدار اطمینان و بهجت و تازگی در دل خود یابد چنانکه در حالت یقظه [illegible] از طعم آں آرام می یابد

باید دانست که غالباً این نسبتها با یکدیگر فی الجمله تلازم دارند پس کسے که نسبت عشق دارد
مثلاً چوں تکمیل آں نسبت کند فی الجمله طهارت در وے تنبهی و انبعاثے پیدا میشود چوں آثار
این نسبت مے بیند میگوید لیکن موهبت محض است

و بعضے صاحب نسبت طهارت چوں مناسبت تمام با ملائکه پیدا کرد و لمع نفس را پاکیزه ساخت
بسا است که منطبع میگردد در دل وے عشق و قلق، و آثار نسبت عشق ازیں جانب میگردد پس آں
را موهبت میداند۔

و علی هذا القیاس هر کسے آثار نسبتے را که کسب کرده است و در تحصیل آں سعی [illegible] کسبی میداند
و آثار نسبتهائے تضمینه و التزامیه را موهبت میشناسد کل حزب بما لدیهم فرحون۔

و اگر کسے نسبت طهارت را نمی داند باید که به خوابیده شود و غسل کند و جامه نو پوشد و دو رکعت
نماز کند، بصفتے که در علاج خطرات گفته ایم۔ و ذکر یا نور را بسیار گوید و غسل بر غسل و وضو بر وضو می کند
و این نماز میخواند و این ذکر میگوید۔ و در خود بجهد جهت تفکر میکند که حال دل وے از سابق هیچ فرق و انتباهے
[illegible] تمام کراهت [illegible] ساعت این را خواهد یافت من بعد محافظت آں باشد از مقتضا

(بقیه نوٹ از صفحه) [illegible] – [illegible]
[illegible] ۱۲ [illegible]۔

تکمیلِ اعتقادِ حق است از قلب و از آب جاری است با اعمالے کہ نشست تا در مدارک ملاء اعلی صورت
بستہ اند، و استحسانِ ایشان بہ تمام بسوئے آں ها متوجہ شدہ۔
و آں اعتقاد و عزم استقامت است بعضے ها و تعالے و کلی خود استوار آں را بہ طے ستانی کہ صحت
نفسانیہ است۔

و ملاء اعلی کہ متوجہ بہ تکمیل بشر اند آں را در خیالِ خود تصویر کردہ اند چنانکہ شخصے از ابنائے نوع ما
مشتاق میشود بساختنِ سریر یکذا و کذا۔ و صورتِ آں سریر چنداں در ذہن وے مستقر مے گردد
کہ گویا آں را مے بیند۔

و آں اعمال چیزها اند کہ صالحان طبقہ بعد طبقہ بخدائے تعالی بآں ها تقرب جستہ اند و اعمال
نامہ ہائے ایشان بآں پُر شدہ اند۔ و ازیں جہت در ملاء اعلی استقرار تمام یافتہ اند۔

پس چوں مرد ایں امور را در عمل مے آرد۔ و استحسان و رضا مندیِ ملاء اعلی بسوئے وے
سیلان نماید۔ چوں آں صورت کہ در اذہانِ عالیہ و جوارحِ ایشاں موجود است ہماں صورات کہ در
مدارک ملاء اعلی مستقر شدہ۔ لا محالہ تلبیس بآں ها شبیہ بقبولِ الہام شود و فائدہ آں دہد۔

گاہے ملائکہ سافل از ملاء اعلی قبول سکینہ صورتِ رضا و استحسان را۔ بر گرد ایں ذکر اہل
حلقہ مینہ بندیا برائے ایں جماعت احتجاج گستر اند، و در قلوب ناس و بہائم الہام مے کنند تا در اشیاع
سیانند از ہر جانب وایں چیزها ثمر برکات و خیرات و رفاہیت و عافیت در نفس و مال و اہلِ ایشاں مے گردد۔

چوں ایں مقدمہ واضح شد بدانکہ بارہا مشاہدہ افتادہ کہ در مجالس ذکر خصوصاً مساجد شریفہ
چوں جماعت بذکر و نماز مشغول مے شوند ساعتے نمی گذرد کہ برکات ملائکہ بمنزلہ نسیمے طیبے وزیدہ و نفوس
ایشاں را احاطہ میکند بصفت عفو و مناجات متصف شدہ باشند یا نہ۔

و نیز مشاہدہ افتادہ کہ چوں ذکر اسم اللہ بشدو ترتیل میگوید صورتِ ایں اسم مبارک در رنگ
شعلہ نور در نفوس ملائکہ بر کلمہ بذکر منطبع میگردد۔ و چوں اکثر ازاں میکند ازیں شخص بشخصے فوق ایشاں
منطبع میگردد۔ و بحدے آنکہ میرسد بحظیرۃ القدس و محل تجلی الٰہی کہ بمنزلہ قلب است در شخصِ اکبر مے ایستد۔

و ہمانا پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جا کہ فرمودند "صعد بها ملک حتی یجاوز بها وجه الرحمن"
ہمیں معنے ارادہ فرمودہ۔ واللہ اعلم۔

و در بعض اوقات دیدہ شد کہ گرداگرد ذاکر ہمہ نور احاطہ کردہ۔ و آں بقعہ ہمہ بکیفیتِ نور
کیف شدہ۔ واللہ اعلم۔

اما دل وے ممتلی است بآن کیفیت۔

و از بس کہ آں توجہ اجمالی است او را تعبیر نمیتواند کرد و بغیر حلاوت مناجات و آرام دل
رغبت بذکر و امثال آں از عبارات۔

و ایں مرتبہ کامل مندفع میشود باکثار ذکر و دعا و استعاذہ و ادائے آنہا برغبت و از صحبت
و مطالعہ فائدہ۔ و چوں ساعتے گذرد کہ بآں امور مشغول نشدہ دلش بیقراری کند مانند کسے شود کہ از
محبوب جدا افتادہ است۔ و چوں بایں امر مشغول گردد آں معنے باز رو مے نماید و لذتے تمام یابد۔

حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم برائے تحصیل ایں معنے اذکار صبح و شام و ادعیہ افتتاح در رکوع
و سجود و الحاح در سوال خیر دنیا و آخرت و استعاذہ از شر ثقلین مشروع فرمودند۔

و ہیچ چیز در تحصیل ایں معنے از ملاحظہ نجوا و میان اللہ و عبدہ۔ چنانکہ در حدیث قسمت الصلوٰۃ
بینی و بین عبدی بداں اشارت است۔ نافع تر نیست۔

و ہر کہ تحصیل ایں معنے خواہد او را از تطویل سجدہ و الحاح در دعا و استعاذہ و اکثار
اذکار چارہ نیست۔

در ضمن ایں کلمات باید دانست کہ حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم و سائر پیغامبران ہرگز
بتفکر در ذات امر نفرمودہ اند۔ الا در ضمن افعال تعظیمیہ و اقوال دعائیہ۔ و در روش اصحاب و تابعین چیزے نبود

و دیگر شعبہ شمول رحمت است۔ بیان حقیقت وے مسبوق است بہ تمہید مقدمہ۔

باید دانست کہ چوں نفس ناطقہ از ملاحظہ امام نزول نماید بسبب استعدادے کہ جبلۃً و کسباً او را
حاصل شدہ۔ لامحالہ کمال نشاء نفس وے ظاہر شود و بسبب قوت بہیمیہ منطفی گردد۔ باں معنے کہ قوت بہیمیہ
رنگین شود برنگے از رنگہائے قوت ملکیہ نہ آنکہ ذات او معدوم گردد یا نقصان پذیرد۔

و ایں کمالیست بزرگ از کمالات انسانیہ۔ و ہر کہ بدیں جانب متوجہ شود او را دریائے
بیکراں مملو از راحت و نزاہت و تقدس پیدا شود۔ ہر چند ازاں بیشتر خورد بیشتر تشنہ شود شعر

تعالی اللہ زہے دریائے پرشور — کز و بر تشنہ آرد تشنگی زور
گر از وے تشنۂ صد جرعہ نوشد — برائے جرعۂ دیگر خروشد
گذشت ایں گفتگو از چون و از چند — نہ آب آخر شود نے تشنہ خرسند

و بالجملہ ایں امر را حضرت حق سبحانہ از کمال فضل و کرم بہ کسے باز بست کہ عام و خاص
و ذکی و غبی در آں یکساں باشند۔ و بر السنہ انبیاء علیہم السلام آں کسب را مبین ساخت و آں

برائے ہمیں سرّ انبیا علیہم السّلام امر فرمودہ اند بہ محافظتِ صحفِ دعواتِ ماثورہ۔ بعض اسماء اسمِ اعظم نامیدہ اند۔ و خواصِ ادعیہ بیان کردہ اند۔ بغیر ملاحظہ آنکہ این دواعی معرفتِ مختصۂ وے پیدا کردہ باشد۔

بارہا در مجالسِ ذکر دیدہ شد کہ اسم اللہ کہ از زبانِ ذاکر بر مے آید از وے حقیقتے بغایت فخیم جوش میزند۔ و دلِ ذاکر را احاطہ میکند۔ و آں حقیقت را شاہراہی کشادہ است بجانبِ ذات۔

[این فقیر را آگاہانیدہ اند کہ ہم چناں کہ اہلِ دعوتِ اسماء باسمی از اسماء اللہ مشغول میشوند۔ و چنداں تلاوت می کنند کہ نفسِ تلاوت کنندہ بحقیقتِ متشابہ آں اسم متصل میشود۔ و میانِ وے و میانِ ایں اسم راہے کشادہ گردد و بعد ازاں آثارِ مختصۂ آں اسم۔ چہ انفسی و چہ آفاقی۔ بادنیٰ توجہ بہ آں و خوض در نورِ آں میسر میشود و علیٰ ہذا القیاس چوں عابد بصلوٰۃ و اذکار و سائرِ طاعات مشغول شود و اکثار آں نماید، نورِ آں طاعت کہ در عالمِ مثال متشبح است۔ بوے متصل شود و نفسِ وے را در گیرد۔ و مربیِ وے گردد۔

پس چوں در حالے از احوال چشمِ ہمت دراں نور دوزد و بکلی بوے متوجہ شود استنزال کند از انجا قوائے الٰہیہ در انفس و آفاق۔

و آگاہانیدہ اند کہ نسبتِ عُبّادِ بنی اسرائیل ہمیں بود۔ و آثارِ عجیبہ مثلِ استجابتِ دُعا وغیرِ آں ایشاں را از ہمیں جا منشعب مے شدند۔

و نیز آگاہانیدہ اند۔ کہ اقوی اسبابِ تحصیلِ ایں نسبت در اذکار ذکرِ اسم اللہ است وقت خلوِ نفس از تشویشات و خلوِ بطن از فضولِ ثلثہ، با تجدیدِ طہارت و صلات عقبِ ہر الف و باظہارِ تشدیدِ لام، و ایفائے کیفیتِ مخارج۔ و زمانے بعد زمانے تصورِ نورِ منبسط در جو کردن۔

چوں بایں قسم چند ہزار بار تلاوت کند لا محالہ اتصالے بآں نور پیدا میشود۔ من بعد در تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر و استغفار و حوقلہ، در ادنیٰ سعی، آں نور متلبس بہ صفتی کہ ایں کلمات اشارہ اند بسوئے آں متشعشع میشود۔ و مصدرِ آثارِ انفسی و آفاقی افتد۔

و در صلوٰۃ کیفیتِ تحصیلِ آں آنست کہ نمازِ سبک باکثرتِ رکعات کند۔ و وضو بر وضو نماید و وقت بعد وقت نورِ منبسط در جو تصور کند۔

و نیز آگاہانیدہ اند کہ اکتفا بر اصلِ ارکان باکثارِ رکعات مورثِ ایں نور است۔ و ادعیۂ

سلہ خطوطِ وحدانی کے اندر والی عبارت نسخۂ خطیہ مکتوبہ در سنہ ۱۲۰۱ھ میں اصل کتاب پر درج ہے۔ اور مطبوعہ نسخے میں ان الفاظ سے مذکور نہیں۔ در بعض نسخہ بعد لفظ بجانبِ ذات عبارتے دیدہ شد معلوم نیست کہ از ملحقات است یا اصلِ کتاب و آن اینست۔ این فقیر را الخ۔ ۱۲ نور الحق ۔ ۲۲ اگست ۱۹۴۱ء ۔

ازیں جا است کہ شارع (علیہ السلام) حضور را در صلاۃ شرط نہ فرمودہ است۔
وبسیارے از طاعات در غالب احیان اشباح مناجات نیستند مثل فرج، وطواف وسعی بین الصفا والمروۃ، ونظر بہ کعبہ وصوم وصدقہ وجہاد وعیادت مریض واتباع جنازہ ومثل آں لیکن ہیچ ایں قسم برکات میگردند۔ وہم بایں سبب مطلوب میشوند۔
وبا لجملہ رفتہ رفتہ ایں رنگ بہ جوہر نفس قبول میکند وملکہ میگردد۔
ونزدیک ایں فقیر معنی حدیث "ما تقرب الی عبد بشیئ احب الی مما افترضتہ ولا یزال (الحدیث)" آں است کہ چوں ایں صفت در فرض بیشتر است، لا محالہ حب حضرت حق سبحانہ در ضمن حب ملاء اعلیٰ بداں جانب مصروف تر است۔
وبسبب اکثار نوافل نورے از جانب حق سبحانہ در ضمن نور ملائکہ در روح ایں کس داخل میشود وقیوم وے میگردد، وبسبب استجابت دعا واعاذۂ وے از مکروہات میشود۔
وایں بار ہا دیدہ شد۔ مانند توپے کہ بشکل شیر یا ماہی سازند۔ وریح طیبہ دراں جا داخل شود، وآں را پر کند وحرکت دہد، وراں ریح اجزاء مائیہ باشد واثر باد در جمیع اعضائے شیر و ماہی داخل شود۔ شعر۔

ماہمہ شیراں ولے شیر علم   جنبشش از باد باشد دمبدم

وللہ المثل الاعلیٰ۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح۔
قرء ابن عباس مثل نورہ فی قلب المؤمن کمشکوٰۃ فیہا مصباح۔
شعبۂ ثالثہ انصباغ است بانوار اسماء الٰہی۔
بیان حقیقت آں مسبوق است بہ تمہید مقدمہ۔
باید دانست کہ اسماء الٰہیہ چہ بسیطہ، مثل اللہ ورحمان ورحیم وچہ مرکبہ مثل آیات ادعیہ والہ بصفات واجب تعالیٰ، چوں آیت الکرسی، وقل ہو اللہ احد وآخر سورۂ حشر، در عالم مثال شخوص ایں اسما قائم اند چوں نیک رواں با تعمق نظر میکنیم ظاہر میشود کہ عنصر بدن آنہا از قوت مثالیہ و تخیل ملاء اعلیٰ است وروح آں صفات ذاتیہ اضافیہ اند۔ وآں شخوص ہمہ نور در نور اند۔
چوں ایں مقدمہ ممہد شد بدانکہ چوں مرد مومن آں الفاظ را بہ نیت صادقہ واعتنائے تمام میخواند وعامل شود را معتقد بہ محافظت آں اسما میدارد مفتوح میگردد بسوے باب آں شخوص مثالیہ فیج دیہ انوار بعضے عرشیہ میگردد۔ ودل جلائے می یابد۔ وہرچند الملتفت بیشتر بصرف ہمت دراں زیادہ شود وہرچند حج ہمت بیشتر ظہور ایں انوار بیشتر۔

حضور در بعضے امور

و از جملهٔ این کیفیات روحانیه یکے آن است کہ آں نفوس انسانیہ کہ از حضیض ناسوت
بہ ذروهٔ ملکوت منتقل شده اند و حیثیات خسیسه دنیّه را ترک کرده و مائل کیفیات طیبه عالی
وساں شده اند۔ در رنگ مشکے کہ در وے ہوا بقوت نفخ کنند تا ازاں ممتلی گردد و در آب فرو نشیند
او ہیئاں رنگے در مرآة این نفس منطبع گردد۔ پس این شخص را مناسبتے خاص حاصل شود بارواح طیبہ
وکیفیات ایشاں۔ از انس و انشراح و انجذاب بجانب غیب و انکشاف اشیا کہ از غیر ایشاں مستتر باشند
درین نفس ظاہر شوند خواه این مناسبت بنسبت ارواح انبیا باشد یا اولیائے امت یا ملائکہ۔

و بسا است کہ مناسبت بہ روح خاص حاصل شود بجہت آنکہ فضائل وے استماع کرده محبتے
خاص بہم رسانید وآں محبت سبب کشاده شدن راہے گردد میان آن روح و این کس۔ یا بجہت آنکہ
آن روح مرشد وے باشد یا جد وے باشد و در وے ہمت ارشاد و منتسبان خود متمکن شده۔ یا
بجہت مناسبت جبلی کہ در نہایت دقت است۔ پس آن شخص را در مقام ے بیند و از وے مستفید میشود۔

این فقیر چوں بعالم ارواح متوجه شد آنجا چند طبقه یافت۔

یکی طبقهٔ ملاء اعلی۔ و دراں جا ملائکہ علویہ مدبره را یافت۔ چوں جبریل و میکائیل و بعض نفوس
بنی آدم را یافت کہ بہ ایشاں لاحق شده اند و بہ رنگ ایشاں گشته۔

و خاصیت اویسی ایشاں آنست کہ در لوح نفس این مرد منطبع گردد صورت علمیه حضرت
مبدء بوجہی کہ مشتمل باشد بر کمالات ابداع و خلق و تدبیر و تدلی و نحو آں واحده۔ و این علم را حاصل
شود بغیر قصد و اختیار وے و بغیر اعمال فکر و توجه۔

و بسا است کہ منطبع گردد در وے تدبیرات کلیه و احکام و قضایا کہ در حظیرة القدس محقق
شده باشند۔

و اکثر انبیا علم این نسبت حاصل میشود۔ و از ینجا منشعب میگردد اکثر علوم ایشاں۔

و دیگر طبقهٔ ملاء سافل و علامت این نسبت ظہور ملائکہ است در رؤیا و یقظه۔ و نزد وی این
جماعت و علامتے کہ بداں مامور اند و بآں مشغول اند۔ پس وے ایشاں را می بیند و مے شناسد۔

و دیگر طبقهٔ ارواح مشایخ صوفیه جملة یا فرادی۔ صاحب این نسبت را لابد بہ نسبت آں
ارواح محبت و عشق حاصل شود۔ و فانی المشائخ دست دهد۔ و این سرور جمیع احوال وے داخل شود
در رنگ آبے کہ در بیخ نہالے میرسند تا آنکہ آں در ہر شاخ و برگ و گل و میوه سرایت میکند و در
ہر کسے واسطہ دیگر و واقعهٔ دیگر ظاہر شود۔

استفتاح و تحقیق مخالفت مورث نسبت تلاوت مناجات و شائع بہر یکے اشارہ فرمودہ۔
اینجا معلوم میشود کہ آنچہ صوفیہ نماز را گمان میکنند کہ صلاۃ چوں بر کمال حضور و خشوع نباشد
فائدہ معتد بہا نمید ہد از "بعض الظن" است۔ و منشا آں عدم اطلاع است بریں نسبت۔ واللہ اعلم

و بالجملہ اسم اللہ ایستہ جہت صعود بذات الہی میشود۔
یکے از راہ ملائکہ۔ چناں کہ سابق ذکر کردیم۔
دیگر از راہ ہمیں اسم و صورت مثالیہ او۔
سوم آنکہ از راہ نفس ناطقہ و ہمت او بحظیرۃ القدس رسد۔ واللہ اعلم

و بالجملہ در طاعات ایں ہر سہ نسبت متظور اند۔ اگرچہ طاعات بعد ازیں متفاوت باشند در بعض
تلاوت مناجات بیشتر است۔ و در بعض آخر شمول انوار رحمت بیشتر۔ و در بعضی انوار اسما زیادہ تر۔
ایں فقیر را آگاہا نیدہ اند کہ مجذوب و غیر آں در عالم برزخ و قیامت و مابعد آں ہمہ یکساں
خواہند بود چنانچہ امروز عارف و مستانف در احکام شرعی و عرفی متساوی القدم اند۔ یکے را بر
دیگرے ترجیح نیست۔

آرے مجذوب بیقاء کمالیست در حق وے فیما بینہ و بین اللہ کہ آنرا برائے چیزے دیگر حاصل
نکردہ، مطلوب لذاتہ است۔

و علو مکان و مکانیت در آخرت اثر ہمیں نسبت است کہ مسمّی بہ سکینہ کردہ ایم۔
و من بسیار عجب دارم از کسیکہ ایں نسبت ملتفت نیست بلکہ او را مانع کار دبار خود میداند
و میگوید مرا ایں نسبت علیحدہ مشوش کرد۔ آیا نمیداند کہ وش تمدد اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین
ہمیں نسبت بودہ است۔ آرے کل حزب بما لدیہم فرحون ہر کسے را آنچہ نصیب اوست خورسند است

ہمہ (۱۱)

واز جملہ نسبت ہائے معتبرہ نزدیک تر نسبت اویسیہ است کہ مانند برزخ است
بین الفریقین۔ و بہر دو جانب ربطے دارد۔

و حقیقت وے آن است کہ نفس ناطقہ انسان بمنزلہ مرآۃ است کیفیات روحانیہ و
جسمانیہ را۔ و بہر کیفیتے را استعدادیست خاص، و درمیان ایں دو استعداد تنافی کلی است۔

سلہ یہ عبارت مرد نسخہ میں بھی ہے۔ مطبوعہ کا حاشیہ اس قدر ہم تھا۔ شائع بہر یکے اشارہ فرمودہ۔ ذالک تقدیر
سلہ کذا در قطبیہ۔ درمیان ایں دو استعداد تنافی نیست۔ قطبیہ ۱۲ نور الحق

ـدد و باین اعتبار توجه عالم غیب بہ آں شخص منتج میشود۔

و ہیکل این برزخ مثالیہ حضرت پیغامبر اند صلی اللہ علیہ وسلم۔

و از امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول کسیکہ فاتح باب جذب شدہ است و درانجا

قدم نہادہ است حضرت امیرالمومنین علی اند کرم اللہ وجہہ۔

و لہذا سلاسل طرق بداں جانب راجع میشوند۔

و در حقیقت رجوع سلاسل اولیا بسوئے ایشاں از جہت روایت ثابت نمیشود۔ و حسن بصری

با ایشاں خصوصیتی کہ با دیگراں نباشد معلوم نیست۔ مع ہذا صوفیہ قاطبتہم طبقۃ بعد طبقۃ اتفاق کردہ

اند بارجاع سلسلۂ طریقت با ایشاں۔ و لابد ایں اتفاق بے وجہے نیست۔ و ایں وجہ نزدیک فقیر آن

است کہ ایشاں اول مجذوب اند ازیں امت۔

و در اولیائے امت و اصحاب طرق اقوی کسیکہ بعد تمام راہ جذب بالکہ وجوہ باصل ایں نسبت

[...]ں کردہ است و درانجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رح اند۔ و لہذا

[گف]تہ اند کہ ایشاں در قبر خود مثل احیا تصرف میکنند۔

ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ طریقۂ ایشاں آنست کہ بعد جذب بخلاصۂ ایں نسبت رنگیں گردد۔

و ایضاً در ملت مصطفویہ، خصوصاً دریں روزگار ہیچ کس ازیں دو بزرگ از جہت خوارق

[عا]دات مشہورتر نیست۔ و ایں معنی مقتضی آنست کہ توجہ عالم غیب بسوئے خود منتج بہ ایشاں بیند۔

و بالجملہ ایں اسباب مقتضی آں شدند کہ امروز اگر کسے را مناسبت بروح خاص پیدا شود و از انجا

[شخ]ص بر دارد، غالباً بیروں نیست از آنکہ ایں معنی بہ نسبت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا بہ نسبت

[ح]ضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ۔ یا بہ نسبت حضرت غوث جیلانی رح

اما صوفیہ پس تہذیب باطن بصحبت و غیر آں از شیخین منقول است۔ و اتصال حسن بصری بحضرت مرتضی و لبس خرقہ از مرتضی
[...]یسیع باطل کہ شیعہ و اہلسنت ہمہ منکر آں اند۔ ھ قرۃ العینین ص۱۶۱۔ تا ئل بایں سلاسل متفق اند کہ منتہائے آں
[اتص]ال حسن بصری است بحضرت مرتضی۔ و اگر اتصال حسن بصری بمرتضی محقق نبود اوراصحبت معتد بہا با مرتضی محقق نے
[...] خود چنیں صحبت منتفی است پس اتصال منتفی است الخ ھ ص۳ ص۳ ص۳ ص۳ ص۳۔ در مسئلہ اتصال حسن بصری
[بح]ضرت مرتضی طرز دیگر است۔ ۱۲ محمد نور الحق علوی۔ ۲۳ اگست ۱۹۳۶ء تا چہاردہ۔ لاہور۔

ھ نعم لطریقۃ القادریۃ والنقشبندیۃ والجشتیۃ خاصیۃ علی حدتہا۔ فالقادریۃ قریبۃ من الاویسیۃ
[...]ماعیۃ و انکار التعلیم تقدم الظاہر علیہا تقدم فی الارتباط بالشیخ و توجہ المشائخ الی الطالب لیست بعد
وذلک لان الشیخ عبدالقادر لہ شعبۃ من السریان فی العالم۔ و ذلک لانہ لما مات صار کبیت الملائکۃ [illegible]
[...]بر فیہ الوجود ساریۃ فی العالم کلہ۔ فحصل من ہذا الوجہ ردح فی طریقہ الخ ھ تفہیمات الہیہ ج۲۔ خیر
۱۲ محمد نور الحق علوی۔ غفر لہ و لمشائخہ و لآبائہ الکرام۔ ۲۳ اگست ۱۹۳۶ء۔

از اینجاست حفظ اعراس مشایخ و مواظبت زیارت قبور ایشان، و التزام فاتحه خواندن و صدقه دادن برائے ایشان۔ و اعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار و اولاد و منتسبان ایشان۔

مسئلہ حفظ اعراس بزرگان دین و زیارت قبور و فاتحہ وغیرہ

و بالجملہ ہم چنانکہ چوں مرد جوان شود و منی در وے حادث گردد، لامحالہ مندفع شود بسوئے طلب و وجد و محبت آں و عشق آں۔ ہرچند از کسے آں صورت ندیدہ و نشنیدہ باشد، ہمچنیں صاحب ہر نسبتے بہ آثار آں نسبت مندفع میگردد، از کسے دیدہ و شنیدہ باشد یا نہ۔

و از ثمرات ایں نسبت رویت آں جماعت است در منام و فائدہ ہا از ایشان یافتن، و در مہالک و مضایق صورت آں جماعت پدید آمدن۔ و حل مشکل وے بآں صورت منسوب شدن، و آنچہ بداں ماند۔

باید دانست کہ صاحب نسبت اویسیہ را نسبت آں ارواح بحظے خاص پیدا میشود کہ در جوہر روح ایں کس مندرج باشد۔ یقظہ و رویا دریں جا فرق ندارد۔ اما چوں ایں کس بخواب میرود، و حواس ظاہرہ از شواغل خویش استراحت مے یابند، و فی الجملہ خلاصی از احکام طبعیہ مے یابد، ہماں صورت مکنونۂ خاطر وے بر روئے کار می آید، و التفات وے متصور میگردد بداں جانب۔ و از اینجا چیزہائے شگرف و معاملہ ہائے رنگیں ظاہر میشود۔

بالجملہ از ثمرات نسبت اویسیہ، ہر قسم کہ باشد، رویت واقعات و مبشرات است و آں کس مرد را در خواب برائے او دلائل عظمت و شرف مے بینند۔ و او را قبول کنند، و در مضیق و شدت او نصرتے از غیب حاصل شود، غالباً در معاش خود تائید غیبی مے بیند۔

و آنانکہ بے پیر ظاہر بطریقت قوم مشغول میشوند و جذبے و راحتی مے یابند۔ و در عین ہجوم اسباب غفلت انجذاب خاطر از ایشاں نرود و غالباً از مناسبت ارواح خالی نیستند بہ تفصیل دانند یا ندانند۔

نکتہ عزیز

و قبل از آنکہ ارواح طیبۂ اولیائے امت بسیار شوند، و جو بآں ہا ممتلی گردد، مستعدان را ایں نسبت بہ نسبت ملائکۂ مقربین متحقق میشد۔ و از آں جا علوم نبوت و حکمت مترشح میشدند و آنکہ ازیں قوم بہ خلق مبعوث شد او را نبی میگفتند۔ و آں را کہ مبعوث نشد حکیم و محدث

و چوں بہ بعثت حضرت پیغامبر ما صلی اللہ علیہ وسلم قسطے از مثال باین عالم منتقل شد و جو بآں ممتلی گشت، و ارواح امت نیز در آنجا بسیار پیدا شدند، آں کیفیت از عیون مردم مستتر شد بمنزلہ آنکہ سحاب در جو متراکم شود، و از رویت آفتاب مانع آید۔

و ہر سر الہی کہ دریں عالم ظاہر شود، لامحالہ او را لونے و صورتے خاص است ازیں عالم کہ بوے مح

میکند ایشاں را از جمیع معارف تفصیلیہ و راہ ایشاں را راہ جذب و راہ سلوک است۔ وآنکہ کلام ایشاں را بر مسائل وحدتِ وجود فرود می آرد ایشاں را نشناختہ است و راہِ ایشاں را نداند۔

همعہ (۱۲)

نسبت یادداشت

وازجملہ نسبت ہائے کہ بہ جذب تعلق دارند، نسبتِ یادداشت است۔ وتعریف ایں مسبوق است بہ بیانِ مقدمہ۔

باید دانست ہر چیزے کہ علم با وے متعلق شود۔ مجرد باشد بالذات یا متحیز یا از متعلقات متحیز۔ لابد نزدیک تعلقِ علم با وے صورتِ وے در لوحِ ذہنِ ما منتقش میگردد، وآں صورت منکشف حقیقتِ شئے میشود۔ ودر حالتِ علم نظر التفات ازیں صورت میگذرد وبہ آں حقیقت مے پیوندد۔ ومثل آنکہ نظر از عینک نفوذ نماید وبمرئی رسد وجودِ عینک بحسب نظر والتفات درمیاں نباشد۔ یا خیال درختے کہ بر شطِ نہر ایستادہ است در آبِ نہر مرئی شود وتمام التفات بجانب آں خیال باشد وصورتِ آب مخطور نہ گردد۔

وہم ازینجا قدمائے حکماء گماں کردند کہ نزدیک علم نفس ناطقہ با معلوم متحد مے شود۔ ومتاخراں ظن کردہ اند کہ صورتِ علمیہ عینِ معلوم است۔

بالجملہ نزدیک انتقاشِ ایں صورتِ علمیہ بذہنِ ما، مارا دو حالت پیش مے آید۔ یکی آنکہ کلی التفات بجانبِ معلوم باشد وآں صورتِ علمیہ بمنزلۂ عینک گردد۔ ایں حالت مسمی بہ علم شئے است۔

ودیگر آنکہ کلی التفات بجانب ایں صورتِ علمیہ مصروف باشد۔ وآں حقیقت بہ غیر التفات تبعی اجمالی ملتفت الیہ نگردد۔ وایں حالت مسمی بہ علم العلم است۔ وشک نیست کہ حالتِ ثانیہ اقرب حالات است بہ اولی، ونگاہ داشتن آں مستعد میگرداند مرحالتِ اولی را، وخلیفۂ اوست بعد انتقالِ او۔

ودر وقتِ ظہور تجلی صوری چوں حواسِ ظاہر از شواغلِ خویش استراحت می یابند آں صورت ملتفت علیہ روح میگردد ونصب العین میشود۔

وایں صفت مخصوص بہ رؤیا نیست بلکہ بسیار است کہ در یقظہ استراحتِ حواس واقع شود وتجلی صورت نماید۔

وایں صورتِ علمیہ لازم نیست کہ بدون تشکل وتکیف وتحیز نصب العین نشود۔ بلکہ گاہی

و آنانکه مناسبت بسا ارواح دارند، باعث بر خصوصیت آن اسباب طاریه شده اند مثل
آنکه وے محبت آن بزرگ بسیار دارد، و بر قبر وے بسیار میرود. این معنی سلسله جنبان از جهت قابل
گشته است. و آن بزرگ را همت قویه بوده است در تربیت منتسبان خود. و آن همت هنوز
در روح وے باقیست. و این معنی سلسله جنبان از جهت فاعل است.

و بسا است که ادریسی عالم ارواح است اجمالاً، و لیکن در نظر وے این مناسبت
منتج شد بشخص خاص لاسباب هنالک.

و چون این فقیر بارواح مشائخ صوفیه متوجه شد اثر آن توجه در خود بچند وجه یافت.

از انجمله رنگ اضمحلال قوای طبیعیه بهیمیه.

و این فقیر را آگاهانیده اند که غالباً چون بر مشائخ صوفیه چهارصد سال یا پانصد سال مانند
آن میگذرد و قوائے طبعیه که حاجب معرفت شده بود فرو می نشیند و انتشار و تناثر اجزائے نسمه
بارواح ایشان غالب مے آید، و چون بر قبور ایشان توجه کرده شد رنگے از ایشان بر روح این متوجه
پدید آمد مشابه آنکه آفتاب بر چیزے رطب تابد و آن رطوبت تحلیل میشود و تقاطر آب از آن چیز فرو میریزد.

و از انجمله آنکه روح آن عزیز بمثابه حوضی باشد ممتلی از آب و نور آفتاب او را ظاهر و باطن او
احاطه کند و همه شعاع گردد و هیجانے دو داشت و توجه بجانب غیب روی ظهور کند و او را از جمیع جوانب احاطه نماید.

و در ضمن این کلمات باید دانست که ظهور اثر توجه بارواح دو قسم است: یکی آنکه این شخص روح خود را
بیان حقیقت کرده بقبرے مستقر است مثلاً ملتصق گرداند و روش از آن چار رنگے گیرد. و در آن
رنگ تامل کند و حقیقت کار را بشناسد. مثل آنکه ارتفاع آفتاب را از ظل مقیاس مے شناسند
یا روئے کسے را در آئینه مے بیند.

و دیگر آنکه مشرف شود بیان قبر و واضح گردد بر وے کیفیت آن. مثل آنکه کسے چشم بکشاید
و آنچه مقابل آن باشد به بیند. و در ینجا چشم چشم بصیرت است.

نیز باید دانست که انبیا علیهم السلام را از اول فطرت مناسبتے بملائکه مقربین که مدبر امور اند
پیدا میشود. و از همین مناسبت برایشان راهے کشاده میگردد بسوئے تجلی حضرت حق که مدارک شخص اکبر
نفوس افلاک و ملاء اعلی. و از آنجا منتقل میگردد به نفوس ایشان. و آن صورت علمیه کفایت

له ایں الهام ۲- نوع ۳ له نقل الراو خلط ۲ ذرالحق ۵ کناره (؟) در خطیه. و تقاطر آب
مثل پیرنو میوند ه - و لعله. قطرها آب. غلیراجع ۲ قد

واصل در افاضه و استفاضهٔ آں صحبت است

بعد ازاں زمانِ دراز گذشت و دراں کیفیت که از سینه بسینه میرسید تغیرے راه یافت و آں میل بمرتبهٔ بے نشانی مفقود شد. بجائے وے سالکان استحضار آنچه در اصلِ ایمان بداں الیقین آورده بودند پیش گرفتند. وازیں جا اشتغال کردند به محافظتِ صورتِ علمیهٔ آں، و در تکمیل آں نسبت و ادامتِ آں افتادند و دانستند که مطلب را یافتند.

عوام اتباع میر ابوالعلی همیں نسبت دارند و ایں فقیر بسیارے را ازیشاں دیده. وازیشاں آنکه اسم الله را در خیال محافظت میکند نسبتِ او مناسب تر است. و آنکه آنرا در خیال ندارد آں نسبت نزدیک و متشابه آنست که کسے حواسِ او بکیفیتِ سُکر ممتلی گردد.

بالجمله ایں نسبت نزدیک اهلِ جذب ظهرے دارد و بطنے. ظهرش کیفیتے است مستقر در نسمه و ملصق بهاو. و بطنش بے نشانی صرف که مدرکِ آں روحِ مجرد است.

و نزدیک آنانکه بجذب موفق نشده اند آنرا بکیفیتِ نسمیه که غالب و موثر است وجودی نیست.

واز خواصِ ایں نسبت آں است که صاحبِ او مستعد وجود و عدم میگردد یعنی غیبت از ادراکِ اشیاء و خطورِ خطرات و در توجه بداں جانب.

واز انجمله قوتِ تاثیر بر سالک است بوجهی که در یک نگاه و ادنی التفات بوجود و عدم برسد واز تشویشِ حواس در گذرد.

واز انجمله حدت و سورتِ همت است بحدے که قوتِ عازمه در شخص اکبر رسد.

وازیں جاست تصرفاتِ ایشاں. از قبیلِ همت بستن و دفعِ مرض و غیرِ آں و کشف و اشراق نیز فی الجمله دست میدهد.

همه

(۱۳)

واز انجمله نسبتِ توحید است و تحقیقِ آں مسبوق است به تمهیدِ مقدمه.

بدانکه زید و عمرو و بکر و سائر افرادِ انسان مشترک اند در حقیقتِ انسانیه و بسببے بخصوصیتِ فردیه از یکدیگر متمیز است.

ایں خصوصیات عینِ انسان نیستند و الا میبایستی ذوق جمع یکے باشند و آں بدیهی البطلان است. و غیرِ انسان من جمیع الوجوه نیز نیستند زیرا که بهر فرد صادق مے آید که ایں انسان است

کذا فی کلیهما لعله در دفع مرض

نسبت توجه

دو قوت ودیعت نهاده است۔

قوتِ متخیله۔ که اشیا را متشکل و متشبح می سازد، اگرچه فی حد ذاتها شکل نداشته باشند
چنانچه قوتِ غضبیه را بصورت سبع می بیند۔ و قوتِ طمع را در صورت غراب۔

و قوتِ متوهمه۔ که اشیا را معانی میسازد چنانکه گاہے مارا شخصے که در سنهٔ ماضیه آں را
دیده بودیم یاد مے آید و باحضارِ صورتِ او مشتاق میشویم، اولاً او را بوجه جملی کلی که صادق بر
کثیرین میتواند شده می شناسیم۔ بعد ازاں رفته رفته شکل آں حاضر میشود بوجهی که خاص باشد
بآں شخص۔ و همچنیں گاہے حافظ را اجمالاً یاد می آید که چناں و چناں آیت در فلاں سوره است
و دریں حالت صورتے اجمالی حاصل میشود که بسیار آیات مظهر آں و شبح آں تواند بود۔ شک نیست
که ایں تجسیم را معنی میسازیم چنانکه در صورت اولی معانی را متشکل میسازیم۔

و ادراکِ مفهوماتِ سلبیه و انتزاعِ کلیات از افراد همه از نیرنگ هائے قوتِ متوهمه است۔

چوں ایں مقدمه واضح شد بدانکه عارفِ مجذوب بعد ازاں که معنیٔ بے نشانے یافته باشد
گاہے متوجه میشود بداں جانب بجمعیتِ تمام، و قوی و مشاعرِ او همه تابعِ حقیقتِ ادراکِ او میشوند
ازیں جا عادت میگردد در قوتِ وهمیه او اشارهٔ اجمالیه بسوئے آں حقیقتِ بے نشانے۔ (در حقیقت بے نشانی۔)

و دراں جا هیچ وضع و شکل و شبح نیست لیکن هیئتے خاص معنوی هست۔ و آں تجلی حق
است در قوتِ متوهمه مثل و مثالِ صورتے است که در متخیله او حاضر میشود و آں را تجلی خدا مے
داند۔ الّا آنکه ایں تجلی وهمی ست و آں تجلی خیالی۔

پس عارف ایں تجلیٔ وهمی را محافظت میکند و آں را همیشه در نظر میدارد۔ پس ایں
محافظت گشاده می سازد برائے او راهے عظیم به جانبِ مرتبهٔ بے نشانے، و استعدادِ قوی می بخشد مر او را۔

و از مشائخِ صوفیه اول کسے که ایں راه رفت و ایں طریقه را سلوک ساخت و اصحابِ خود را بداں
جانب متوجه کرد، و خود را بکلی بدانجانب مصروف نمود، هرچه گفت ازینجا گفت و هرچه کرد ازیں جا کرد، خواجه
نقشبند اند

و ایں را دوام مراقبه میگفتند۔ و می گفتند ایں وجه خاص است۔

و بعد از ایشاں خواجه عبیدالله احرار راهِ جذبه مختصر ساخته اند۔ و تبدیل بر مرتبه
بے نشانی و نماندن بالکلیه دیگر جز آں در دل۔ و پیوسته بداں جانب نگریستن بچشم دل و مقرون
به محبتِ مفرطه۔ ایں کیفیت را اختصارِ راهِ جذب دانستند۔ پس بایں اعتبار طریقهٔ مختصر پیدا شد۔

آثار خاصہ نشانند نباشد۔

واحق اسماء باں حقیقت وحدانیہ ہست آنست۔ وگاہے وجود نیز میگویم۔

وایں ہست حقیقتی است بسیط۔ کہ تعینات دیگر مصادم او نمیتوانند شد۔

ومرۂ دیگر چوں در عالم نظر میکنم ہمہ مرکبات طبیعی وصناعی می یابم۔ چوں شجر وحیوان و معادن وسریر وثوب ومانند آں۔ بالجملہ حقائق متمیزہ باشیائیکہ مبدء آثار ہستند۔ وآں را صورے نامیم۔ وموضوع آں ہمہ جسم عنصری است۔

باز عناصر وافلاک را نیز صورتے است خاص، وآں ہمہ را موضوعے است مسمی بصورت جسمیہ ومادۂ اولی علی ماہو عند اہل الاشراق۔ وآں مادۂ قابلہ وعلت فاعلۂ آں ہمہ راجع میشود بوجود۔ بمثل ما ذکرنا۔ وبالجملہ در عالم سلسلہ ہا می یابیم مترتب، منتہی تا وجود۔

مثل آں وجود بہ نسبت ایں تعینات مثل خط سیاہ است بہ نسبت نقوش کتابت یا وحدت است بہ نسبت مراتب اعداد۔ وایں تکثر واقع درو مثل امواج است بہ نسبت دریا۔

پس اینجا دو اصل متحقق است یکے وجود ودیگر ماہیات۔ وعقلا را در تحقیق نسبتے کہ درمیان وجود وماہیات واقع است سخن دراز است۔ واحق مذاہب آں است کہ وجود قائم است بنفسہ ودر مرتبۂ صرافت محتاج چیزے نیست لیکن ظہور میکند در ماہیات شتی۔ کہ بمنزلۂ قوالب اند آں را۔ ہر ماہیت قدرے دارد واحکامے۔

وایں ظہور متوقف است بر چیز ہائے بسیار، بعض ظہور مسبوق ومشروط است بہ بعض آخر۔ وایں ماہیات کثیرہ ہمہ سلسلہ است مترتب۔ کہ ہیچ چیز ازاں از محل خود متقدم ومتاخر نمیتوانند شد۔

ووجود را دو کمال است یکے ظاہر ودیگر باطن۔ وتفصیل آں بہ مثالے واضح شود۔ عدد را محاسب مستحضر میسازد۔ وایں استحضار آں ہا را بعد نبودن آنہا بود میدہد۔ ومحاسب نمیتواند کہ دہ را ونہ سازد۔ و یازدہ را در دوازدہ درج سازد۔ یا شش را بر پنج مقدم کند۔ بالجملہ ہر عددے مرتبہ دارد وحکمے بر محل سبب تغیر نمیدہد۔

وعقل حکم میکند کہ آں سلسلۂ مترتبہ در موطنے از مواطن نفس الامر متحقق است ومنشأ آں ہمہ احکام آں سلسلۂ نفس الامریہ است، وقانون تاثیر محاسب ہست، وجعل جاعل دراں جا ہیچ اثرے نکردہ۔

ہم چنیں فیما نحن فیہ دو مرتبہ است۔ مرتبہ کہ مشابہ استحضار محاسب ایجاد است ظاہر

و آں خصوصیات از صدق انسان منع نمیکند۔
پس ایجاد درمیان ایں خصوصیات و انسانیۃ نسبتے ہست خاص کہ معبر میشود بظاہریت و مظہریت۔

پس انسان ایں سو است، باز انسان ایں ابیض است۔ و اختلاط انسان در صورت اولی بہ ہو ظہور ویست در مظہر خاص۔ و اختلاط وے در صورت ثانیہ با ابیض ظہور وے است در مظہر دیگر۔
ایں نسبت گاہے مبین میشود مثل مادہ و صورت چنانکہ در فروع و انبیق صورت جسمیہ کہ مشترکہ است در جمیع اجسام۔ آں اولاً آب است، بعد ازاں ہوا۔ بعد ازاں ثانیاً آب۔ و دریں صورت کسی نمے گوید کہ آب و ہوا چیزے دیگر است منضوم باں موضوع واحد۔ زیراکہ اگرچہ صورت جسمیہ متعین است فی حد ذاتہا۔ و دریں تعین محتاج آب و ہوا نیست لیکن او را تکونے ہست در مرتبۂ صورت نوعیہ آں تکون بہ غیر صورت آب و ہوا متحقق نیست۔
پس چون بحسب تکون مرتبۂ انواع اعتبار کنیم آں صورت آب یا ہوا است نہ منضوم بہ آب و ہوا۔ اگرچہ اعتبار ضم نیز در موطن خود وجہے دارد۔
پس ایں نسبت خاص را نامے باید کہ بہ آں معنون شود۔ و آں نام نزدیک ما ظہور است فماھیۃ الظھور ان یکون الشیء الواحد المتحقق فی نفسہ متکونا شیئا آخر فی مرتبۃ اخری، و مثال آں ظہور نوع است در افراد خویش، یا ظہور شمع در مسدس و مربع، و تمثال انسان و خرس یا ظہور ملک علم در صورت علمیہ کہ ایں ساعت در ذہن ما نقش بستہ است۔
و ایں را امثالہا بسیار است۔ و کلام مستوفی در تحصیل معنیٔ ظہور و بیان اقسام آں از موضع دیگر از تصانیف ما باید طلبید۔
بالجملہ صورت انسان و صورت فرس و بقر و شاۃ و ابل و حمار و غیر آں متعین اند فی انفسہا در مرتبۂ خویش۔ و محفوظۃ الاحکام والآثار۔ و در احکام فردیت و آثار آں محتاج ظہور در افراد اند۔
باز ایں صورت ہائے متعینہ محفوظۃ الاحکام تعینات و مظاہر حیوان اند مثل آنچہ در افراد بیان کردیم۔ و ہم چنیں مرتقی میشود امر تا جوہر و عرض۔
حکما تا اینجا رسیدند و متوقف شدند۔ بلکہ جزم کردند کہ درمیان جوہر و عرض امرے نیست کہ بمنزلۂ جنس، موضوع ہردو واقع شود
و اہل حق دانستند کہ ہردو متعین اند در حقیقتے، اگرچہ آں حقیقت مثل سائر حقائق بہ احکام و

شفاء نفس ... صفحہ ۱۲ ... الطول ... ۱۰

موصوف و صفت را ملحوظ گرداند مُبدَع و مجعول اربعه نام کنیم. و اگر عموم و اطلاقِ اربعه و خصوص و تقییدِ زوج، بغیر مناقضه و مصادمه میانِ این هر دو منظور داریم، تعینِ اربعه و ظهورِ وے باشد.
بالجمله اینجا نسبتے است بسیط که به همه القاب و اسماء گنجائش دارد، بتعددِ انحاء الالتفات
پس سخنِ فرقه قائله بوحدتِ وجود تا نفسِ کلیه اصوب است. و سخنِ فرقه قائله به تنزیه صرف در ما بعد نفس کلیه احوط است.

و غلط نسبتے که نفس کلیه با مبدء و مبادی دارد، با نسبتے که وے با خصوصیاتِ عالم دارد. در رنگِ کسے که زجاجهٔ سبز یا سرخ بر چشم نهد و اشیاء را سبز و سرخ بیند. و در رنگ اسطرلاب منتهی مخلوط گردد. و منشاء آن غلطِ حال است با نوعے از فکر و رویت.

دیدِ نفس کلیه حالا علم اتحاد برمیدهد. و دیدِ ذاتِ الٰهیه حالا برنه حوال از اشیاء برساند.
و نظر شال که منصبِ افراد و کمّل[1] است حکمِ هیچ نشاء را با حکم نشاء دیگر مخلوط نمیکند. و لکل وجهة هو مولیها. فاستبقوا الخیرات.

[1] کذا فی الخط و در مطبوعه منصب افراد کمال است. ۱۲ محمد عرف

و افراد انسان اگرچه امور کثیره در ایشان مشترک و متلازم است اما هر یکے را حکمی است خاص که عقلِ سلیم آن را در می یابد. و در بعض افراد احکامِ یک مرتبه روشن تر و واضح تر میباشد. و در افراد دیگر منطمس و مخفی.

و هر فردے که مراتبِ عالیه کلیه را آن جا روشن تر است. وے را نفاذ دست میدهد و به علوم آن مرتبه به ضرورتِ جبلت مندفع میگردد. و هر فردے که مراتب سافله جزئیه در او جها روشن تر است. وی را علومِ متعلقه بمراتب جزئیه و احوالِ مناسبه آن مراتب غالب تر است.

ط در مطبوعه هر مرتبه ۱۲

بعد تمهیدِ این مقدمه باید دانست که از نوعِ انسان بعض افراد هستند که حکمِ وجود در ایشان غالب تر است. و لابد مندفع اند بسوئے ادراکِ اضمحلالِ اشیاء در وجود. و سریانِ وجود در آنها، و قیامِ آن اشیاء بوے. و آنچه بدین ماند. و همه از اینجا گویند. و از این جا فهمند. و احکامِ مراتبِ خاصه را اگرچه می فهمند و می شناسند، اما علمِ سریانِ وجود ساعت بساعت این خرمن را میسوزد و گمانِ لم یکن میسازد. و آن مراتبِ دیگر بضرورت بار احکامِ خاصه در ذهن نقش می بندد. و برقِ وجود آن را باز بضرورتِ اُخرٰی میسوزد.

و لیساء است که نفسِ این ادراک را ملکه میگیرد و به آن صبغ منصبغ میشود. و این صبغ را نزد یک کمال ظهرے است و بطنے

ط کذا در مطبوعه بخودی ۱۲ و در نسخه مخفی.

وجود است۔ و وجود یک چیز است که مبدء این دو کمال افتاده است۔

باقی ماند آنکه۔ این حقیقت واحده۔ که عالم دراں متعین است و ماہیات استعدادات
وے اند فعلیت ماہیات ظاہر وے است۔ و ہست درخارج و عین اشارت بسوی وے ست چیست؟

قومے گمان کردہ اند کہ وے عین ذات الٰہیہ است۔ و ایشاں ذات بحت ہمیں حقیقت را
گیرند لابشرط شئ۔ و احدیت ہموں حقیقت را بشرط لا۔ و واحدیت ہموں را بشرط شئے۔

و این عقیدہ ناشی از قلت تدبر شدہ است۔

و برایں فقیر محقق ساختہ اند کہ آں حقیقت کہ مطمح ایشاں دریں دیدہ شدہ است،
نفس کلیہ است۔ و ہماں است آنکہ بعض مکاشفیں وجود منبسط نیز نامند و وے طبیعت است از
طبائع۔ اگرچہ ابسط اشیا باشد و مبدء ایشاں گردد۔

و چندانکہ ایں نفس کلیہ یا وجود منبسط، ایاما شئت فقل، باوجود سریان وے در
اشیاء، و قرب وے بآں ہا، از ہمہ پاکست و از جمیع الواث منزہ۔ صد چند آں ذات الٰہیہ ازیں
نفس کلیہ دور است و از ضیق تقید مبرا۔

آرے چوں تاثیر ذات الٰہیہ در نفس کلیہ و آنچہ فوق نفس است۔ از باب ابداع است نہ از
باب خلق، اگر کسے بضرب از تسامح گوید کہ نفس کلیہ تنزل ذات الٰہیہ است فی الجملہ وجہے دارد

و ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ تا نکہ دید وحدت در کثرت از دل ایشاں فوارہ صفت جوشش
مے زند مطمح ایشاں بجز نفس کلیہ نتواند بود [illegible]

خاصیت طموح بصیرت بذات الٰہیہ توحید ذاتی است۔ کہ آں دید حق است در حق قطع نظر
از دیگر چیزہا۔ و نسبتے کہ نفس کلیہ بذات الٰہیہ دارد، اُمّ النسبات است تعیین اسم نسبتے خاص
بوے نحوے از جور است۔

چناں مینماید کہ مثل وے مثل نسبتے است کہ میان اربعہ و زوج واقع است پس اربعہ
در مرتبہ صرافت ذات خود بجز اربعہ چیزے نیست۔ و چوں بعد ازاں مرتبہ در اربعہ فقط۔ بے
انضمام ضمیمۂ خارجیہ نظر کردہ شود۔ زوج پیدا گردد۔ پس اگر کسے گوید کہ زوج اسم اربعہ است
مے سزد۔ اگر وے را عنوان اربعہ سازد امکان دارد۔

و اگر یک پایہ نظر فرود تر آید و التفات بہ اختلاط ایں اسم با اربعہ افتد وے را صفت اربعہ
گوئیم، و اگر یک پایۂ دیگر فرود تر آید و احتیاج صفت بموصوف و تقدم ذاتی موصوف بر صفت و تقویم

و این نسبت مأخوذ دیگر اہل فنا و بقا طہریت و بطیے

اما طہریت کیفیتی است مستقر در نسمہ بمنزلۂ سایر کیفیات نفسانیہ۔ و بطنی محبت ذاتیہ

است کہ حامل آن نفس مجرد است بلکہ قبل از وجودِ روح پیدا شدہ بود۔

تفصیلِ این اجمال آنکہ ارض و ماء را بجانب اسفل سیلان است و ہوا و نار را بجانب فوق

طیران۔ و ہم چنین ہر موجود محسوس و معقول را کمالے نہادہ اند کہ مشتاقِ آنست۔ تا آن را نیافتہ

است قلق و ہیمان دارد۔ و چون آن را یافت الفت و انس۔

و علیٰ ہذا القیاس کثرت را بسبب وحدت کہ اصلی و بسیط سیلان و طیرانے ہست و مظہر را بظاہر

ارتباطے ہست و مرکوز در اصلِ جبلت وے۔ و آن جا حصولِ حالتے یا لمحہ مقصود نیست۔ و اورا

بہ تذکر آلاء و نعماء ابتنائے۔

و آن را محبت ذاتیہ گویند پس این کیفیت مستقرہ در نسمہ متصل میشود با محبت ذاتیہ و

حقیقتے مرکب میگردد۔ کہ جسد ش کیفیتِ نسمیہ است۔ و روحش محبت ذاتیہ و صاحبان دریں

ہر دو فرق نمیتوانند کرد۔

ازیں جا توان دانست وجہ جمع در میان دو قولِ صوفیہ کہ بعض گویند کہ قلق و اضطراب معلوم در

عذابہا است۔ و اصلِ محبوب را چرا دہند؟ و بعضے گویند کہ ہیچ حالِ عشق و قلق و ہیمان از سالک

مرتفع نمیشود۔ و نہ در آن جہان۔

پس مسقطِ اشارۂ قائلِ قولِ قلق و ہیمان نسمی است۔ و مطمح نظرِ ثانی محبت ذاتیہ۔ اما چون

آن ہر دو در حقِ اکثر عارفان باہم اختلاطے و امتزاجے دارند در تعبیر ہمچنین مراد متحقق نشد۔

این جا دو نکتہ میباید دانست یکے آنکہ اگر عارفے را مرتبۂ محبت ذاتیہ ضعیف شود اگرچہ

بسببِ رویت سریانِ محبوب در ہمہ اشیا باشد۔ آن نقصانے است در حقِ وے۔ در ہر مرتبہ کہ باشد۔

دیگر آنکہ ترک و تجرید از دنیا و آخرت۔ و در گذشتن از فکرِ اہل و عیال با وجود استقامتِ مزاج و

وفورِ عقل بہ غیرِ این کیفیت نسمیہ متحقق نیست۔

و صاحب این نسبت تسلطے دارد بر جمیع ماسوا۔ و اعراض رار دار زان۔ و لہذا ہیچ کس

او را نمی بیند الا کہ فروتنی کند برائے او۔

ہمعہ (۱۵)

و از آنجملہ نسبت وجد است۔ و حقیقت وے آن است کہ نفس ناطقہ در اصل فطرت بوجہے واقع شدہ

اما ظہر صنفے است قائم بر نسمہ و ملکہ است مستقر دراں جا۔ واما بطن تیفظ نقطۂ وجود است درو بے باحکام و آثارِ خویش۔ ظہورِ احکامِ آنست، و اضمحلال حجب دریں ساعت بحسب ایں ادراک۔ و نزدیک غیر کمل ہمیں ظہر است بہ غیر بطن۔ و ہمیں صورت است بہ غیر معنی۔

ورود ولعفوہ غیر کمال

وتفصیل ایں مقدمہ آنکہ گاہے ایں شخص۔ بہ ضربے از فکر یا تقلیدِ عارفاں۔ جزم میکند بہ آنکہ اشیا ہمہ مضمحل اند در وجود، و وجود درہمہ ساری است۔ و ساعت بساعت ایں جزم را مستحضر میسازد، تا آنکہ نفسِ وے ایں خیال را ملکہ گیرد و بہ آں رنگیں شود۔ حال آنکہ نقطۂ وجود متیقظ نشدہ است۔ وایں کشش و کوشش بداں مرتبہ نرسانیدہ است کہ بہ اصلِ نفس و جذرِ آں رسد۔ بمنزلۂ آنکہ غدیرے از آبِ سیل مجتمع شود۔ واز مسامِ ارض ینبوع ندارد۔

ایں را قوم توحید علمی گویند۔ و اول را توحید حالی۔

ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ توحید علمی در حقِ بعض نفوس نافع نیست بلکہ ضار است۔ کہ عقیدۂ سو فسطائیہ از انجا پیدا کنند و در تساہل بمصالح شرعیہ و عرفیہ افتند۔

اما توحیدِ حالی پس کمالیست عظیم، کہ زبان از شرحِ آں قاصر است۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

(۱۴)

نسبت عشق

ازانجملہ نسبتِ عشق است،

وحقیقتِ وے آنست کہ چوں مومن اعتقادِ اتصافِ حق سبحانہٗ بہ اوصافِ کمال دارد۔ و کمالِ خود منحصر در یاد کردنِ وے مے بیند و بعد ازاں نامِ وے تعالیٰ ہمیشہ یاد میکند و آلاء و نعماء او تعالیٰ ملاحظہ می نماید۔ ایں مداومت آہستہ آہستہ در دلِ وے صفتِ بے قراری و اضطراب و قلق و ہیمان پیدا میسازد، و روز بروز ایں معنی زیادہ تر میشود۔ شعر (بحر طویل)

وَیُذکِرُنِی فی ذِکرِهَا تَقشَعِرُّ بِرَةٌ[1] ۔ لَهَا بَینَ جِلدِی وَالعِظَامِ دَبِیبٌ

تا آنکہ نامِ مبارک او تعالیٰ بر زبان راندن نمیتواند کہ نزدیک است کہ روحِ وے مفارقت کند۔ بالجملہ چوں در نفس ایں کیفیت متمکن شد و در جوہرِ دل فرو رفت و نفس بداں رنگیں شد آں را نسبتِ عشق گویند۔

[1] ذہن درست ہیتا ہے "تقشعر بِرۃ" پڑھنے سے۔ اور لفظ تقشعر یبرہ ہے۔ کما ضبط فی اللغۃ۔ فلیراجع۔ نور م

و بالجمله جمهور حمله این نسبت غالباً مشغوف اند بسماع و وجد - و اهلِ فنا و بقا را ازیں نسبت منشعب میشود استعداد معارف جلیله که زبان بشرحِ آں وافی نیست -

همعه (۱۶)

(۱) این فقیر را آگاهانیده اند که نسبت صحابه و تابعین و جمهور صالحین امت که پس ازیشان بودند [illegible] مرکب از نسبتِ طهارت و نسبتِ سکینه، با مزجے از برکاتِ عدالت و تقوی و سماحت - و محملِ اصلیِ کلامِ ایشان و مطمحِ اولیِ اشاراتِ ایشان ہمیں معنی است -

و ارواحِ ائمهٔ اهلِ بیت را مشاهده کرده شد که یکے بدامنِ دیگر دستِ محکم زده یک سلسله شده در عالمِ ارواح متصل بحظیرة القدس تمکینے و رسوخے عجیب دارند - و قوتِ ایشان در مغز مغزِ عالمِ ارواح بیشتر است از خارجِ آں - والله اعلم -

(۲) و نسبت صوفیه متقدمین که در طبقاتِ سلمی[1] و رسالهٔ قشیری[2] مذکور اند مختلف است بعضی نسبتِ احسان دارند - و بعضے نسبتِ عشق و وجد - و طائفهٔ نسبتِ تجرد - و جماعهٔ کثیره ازیں نسبت ها موزوج به پارهٔ یا دو داشت - و ملاکِ امرِ ایشاں در اولِ کتاب مذکور شد -

(۳) و اصلِ نسبتِ حضرت غوث الاعظم نسبتِ اویسیه است با مزجے از برکاتِ نسبتِ سکینه باین معنی که این کس مراد و محبوب فقط - که بازاء ذاتِ الٰهیه است در شخصِ اکبر، و در ضمنِ حبِّ نفوسِ فلکیه و ملاءِ اعلیٰ و ارواحِ کُمّل گردد - و از راهِ این حب سیلان کند بر وے تجلی از تجلیات الٰهیه که جامع است میانِ ابداع و خلق و تدبیر و تدلّی - و تحقّق هر شود انفسے و برکتے که انتها ندارد - و دریں صورت قصدِ ایں کمال و توجه بداں کرده باشد یا نه - گویا امرے منتظم بغیر ارادهٔ وے ظهور میکند -

---

[1] السلمي هو ابو عبد الرحمن محمد بن الحسين بن محمد بن موسى الصوفي النيسابوري - كان ذا عناية باخبار الصوفية وصنف لهم سننا وتفسيرا وتاريخا - و[illegible] كان صاحب حديث مجودا جمع شيوخا وتراجم وابوابا بنيسابور، ودويرة معروفة يسكنها الصوفية [illegible] ويتبركون بزيارته قد رأيته وزرته - كان يقوم في السماع موافقة للفقراء - توفي سنة ۴۱۲ خطيب [illegible]

[2] القشيري هو ابو القاسم عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري النيسابوري سمع الحاكم ابا عبد الله البيع وابا عبد الرحمن السلمي وقدم علينا في سنة ۴۴۸ وحدث ببغداد وكتبنا عنه - وكان ثقة - وكان يعرف الاصول على مذهب الاشعري والفروع على مذهب الشافعي - توفي سنة ۴۶۵ خطيب [illegible] قال السمعاني لم ير ابو القاسم مثل نفسه في كماله وبراعته جمع بين الشريعة والحقيقة هو المفسر المحدث الفقيه المتكلم الاصولي الاديب النحوي الكاتب الشاعر لسان عصره وسيد وقته . . . .

. . صنف التفسير الكبير قبل سنة ۴۱۰ وخرج الى الحج في [illegible] منهم احمد بن الحسين البيهقي - وتفسيره من اجود التفاسير واوضحها . .

والرسالة المشهورة المباركة التي قل ما يكون في بيت ويكب - شذرات [illegible] - ابن خلكان [illegible]

شده است کہ بحالاتِ مختلفہ منصبغ میتواند شد۔ چوں شوق و نفرت، و سخط و رضا۔ و خوف و رجا۔
بعضِ ایں کیفیات قدسی و ملکی اند۔ و بعض وحشی و بہیمی۔ و استعداد یکے را استعداد دیگر بحکم تنافی منقطع
میسازد۔ و ہر یکے را اسباب است مقویات۔
چوں سالک باسباب کاسبہ و مقویۂ حالاتِ الٰہیہ یا ملکیہ متمسک میشود نفسِ وے در استعدادِ آں
قبیل قوت میگیرد۔ و اد فی تحریکے کہ در عرف از اں حساب بے نگیرند، در نفسِ وے تاثیرے بلیغ کند۔
و گاہے آدمی بلید و ساکن النفس باشد۔ و انطباع کیفیتے کہ در غایت لطافت است در انجا امکان
ندارد پس محتاج میشود بہ عشقِ عفیف کہ شہوتِ جماع را در اں مدخل نباشد۔ بلکہ حرکات متعاشقہ و عبارات
رنگیں بیشتر تاثیر کنند نزد تقلب وے دراں مقام، از انسِ وصال بوحشتِ فراق، و از انشراحِ
اقبالِ محبوب بانقباضِ اعراضِ وے۔ و آنچہ بدیں ماند۔
و بہ سماعِ شعرے رنگین مقرون بتالیفِ نغمات و ایقاعات۔ لاسیما آنچہ استعاراتِ عجیبہ
و قوافیٔ بدیعہ و اسالیبِ شوق انگیز متحلی باشد۔ شعر۔
چہ راہ میزند ایں مطربِ مقام شناس کہ درمیانِ غزل قولِ آشنا آورد
و بہ طنینِ طنبور و رباب، کہ بمنزلۂ شربِ خمر است در ایراثِ سکر۔
تا ازیں جملہ وقت بعد وقت بر نفسِ ناطقہ کیفیتے فائض می شود، و بآں کیفیات ساعت
بہ ساعت متصف میشود۔ و آں بلاوت بکلی زائل میگردد۔
ایں است آنچہ جمہور اہلِ وجد بہ آں راغب شدہ اند۔
لیکن آنچہ شارع آں را دریں باب برائے ایشاں اختیار فرمودہ است، استماعِ وعظ است
و تلاوتِ کتاب اللہ با تدبرِ معانیٔ آں۔ و سوال در آیتِ رحمت۔ و استعاذہ در آیتِ عذاب و تسبیح
در آیتِ صفات۔ و استحضار احادیث و رقائق و حکایات مرققہ۔
بحقیقت تہیج ایں معنی محصور در امور مذکورہ نیست۔ بلکہ گاہے دیدنِ جوش و خروشِ دریا
یا وسعت بحر و بر، یا خطور بعضے ہیئات کہ مذکر ایں معنی باشند بنحوے از انحاء،
و ہم چنیں بعض مضامین باریک وجد مے آرد۔
و نزدیک اہلِ کمال ایں نسبت را ظہرے ہست و بطنے۔ ظہرش کیفیات نفسانیہ است مستقر
در نسمہ، و بطنش انقلاب لطیفۂ مجردہ از معرفتے بمعرفتے۔ و از اضمحلال واسمے بہ اضمحلال را سمِ دیگر۔
ایں را خواجہ نقشبند ؒ، قبض و بسط میگفتند۔

در تنقیح عشق۔ نور الحق
در طلب کیفیات در مخزونہ
در انس رنج و مشہور
ورے
در تحقیق رقائق۔ در فراہم نور الحق
گشت سوم بعض ایں ہم حرکت کنند بر آواز و بلاستی گشتہ ۱۲ نور الحق
شدہ در مطلع ہر کیفیت باشند و ملحق شدہ در مطلق
گمل۔ نور الحق

ما بین در متأخرین به غایت ندرت دارد.

و نیز وقتے محقق است که نسبت را از ائمهٔ طرق معظم کما هی بے تغییر و تبدیل اخذ کرده باشند. نه آنکه مثلاً بخرقه یا بیعت نسبت بقومے درست کرد و بسببے ریاضت و مجاهده نسبتے بخیال خویش پیدا نمود. و این معنی در بسیارے از منتسبانِ طرق ملحوظ میگردد.

مرد تیز فهم ازین جا میتواند دانست که خواجه نقشبند التزام زیارتِ قبور چرا معتبر نمیداشتند. و چرا میگفتند که واقعات پیش از علاماتِ قبولِ طاعات نیستند. و خواجگان چشت چرا بسماع رغبت داشتند. فتدبر.

این فقیر را آگاهانیده اند که طریقهٔ جیلانیه بمنزله جوئے است که مسافتے بر زمین میرود و مسافتے دیگر در زمین مستتر میگردد و در مسامِ زمین نفوذ میکند بعد ازاں بوضعِ چشمه باز ظاهر میشود و مسافتے باز برروئے زمین میرود. ثم هکذا و هکذا.

و تسلسل خرقه درین طریقه اگرچه متصل است. اما تسلسل اخذِ نسبت درین طریقه متصل نیست یک دو شیخ را سلسله ظاهر میشود بعد ازاں مخفی میگردد و باز بطریق اویسیه از باطن کسے ظهور مینماید.

این طریقه بحقیقت همه اویسیه است. و متوسلان این طریقه در دعا نیاں علوے و جاهے دارند.

و طریقهٔ نقشبندیه بمنزله جوئے است که پیوسته ظاهر میرود. و متوسل این طریقه مظهر آثار قوی متعدد است در میان عالم ناسوت.

و طریقهٔ نقشبندیه مشابه آنست که نقاش نقوشِ جمیله بر روئے دیوار نقش کند. و نسبت طریقهٔ جیلانیه مشابه آن است که آئینه را کسے صیقل کند تا نقوشِ جمیله از خارج در وے منطبع گردند. یا شمشیرے را صیقل کند تا جوهرِ اصلی آن بر روئے کار آید.

و صاحب این نسبت چناں احساس میکند که این همه کمالِ وے چیزیست مکنون در اصل جوهرِ وے و حاصل بے صنعِ وے.

و طریقهٔ چشتیه طریقهٔ مقبولان است و متوسلان این طریقه[2] مقبول عوام انام خواهند بود.

---

[2] ... عندهم القادرية والنقشبندية والجشتية متاصفة على حدتها. اما الجشتية فقد كان [illegible] فيها روح القبول فكان كل من انتسب من الجشتيين يرتق قبولاً عليها. وذلك لان اهل هذه الطريقة اكثر ما كانوا في ارض [illegible] ولم يكن فيهم [illegible] الى الاحسان الا [illegible] القادرية [illegible] الاويسية وطريقة روحانية وان كان التعليم من الشيخ الظاهر [illegible] في الاربعة [illegible] بالشيوخ [illegible] ليست بمخبرة. وذلك لان الشيخ عبد القادر له شعبة من اسرافيل في العالم وذلك اثر هامات [illegible] الملأ الاعلى [illegible] الوجود الساري في العالم كله تحصل من هذا الوجود [illegible] في طريقته. اما النقشبندية فهي اقوى في صبغة البهيمية [illegible] [illegible] في البهيمية وكان هو مجدداً [illegible] الملكي نور [illegible] فقوله [illegible] الافادة من كان من اصحاب الاخلاق [illegible] الانفاس [illegible] عفي عنه [illegible]

از عجاست کہ حضرت غوث اعظم بہ تفاخر و کلمات کبریائیہ متکلم شدہ اند۔ و تسخیر عالم از ایشاں ظاہر می شد۔

(فی ظہور و مظہر ... [illegible])

(۳) و بساست کہ تکمیل ایں نسبت مفضی گردد بطرف ازیاد و داشت یا توحید۔ و آثار ایں نسبت ہا علی قدر الحال بظہور آیند۔

(۴) و اصل نسبت خواجہ نقشبند نسبت یاد داشت است۔ بلی راست کہ ایں معنی موصل گردد بہ نسبت احسان چنانکہ خواجہ نقشبند فرمودہ اند کہ مسلمانی ما نقیادیہ نور و صفاست۔

(۵) و نسبت قدماء خواجگان چشت نور و طہارت و سکینہ بود با مزجے از نسبت عشق۔ و نسبت متوسطان ایشاں نسبت عشق است با مزجے از نور و سکینہ خصوصاً برکات اسماء الٰہیہ۔ و نسبت متاخران ایشاں نسبت عشق است با پارہ از توحید۔

(کہ ... [illegible])

(۶) و نسبت سہروردیہ نور طہارت و نور سکینہ است۔ با مزجے از یاد داشت۔

(۷) و نسبت اکبریہ نسبت توحید است با مزجے از عشق و وجد نزدیک بعضے۔ و با مزجے از نور سکینہ نزدیک آخرین۔

(۸) و نسبت طبقہ کبرویہ متفاوت در نظر مے آید در متقدمین و متاخرین۔

(۹) و نسبت طریقہ شاذلیہ[۱] اتصال نفس است با صورت مثالیہ آں نقطہ سماویہ ذات و آں ہم ملاء اعلیٰ کہ پیرامون وے ہستند۔ بوجہیکہ او را اعتماد بتمامہ بر تدلی مذکور باشد و دراں تدلی نسبت فاکون سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ پیدا کند۔ و آیت ان ولیی اللّٰہ الذی نزل الکتاب و ہو یتولی الصالحین اشارہ بایں نسبت است۔ واللّٰہ اعلم۔

و نسبت ہر طریق نیز بیک جہت بلکہ کشش و کوشش مستعدان آں نسبت در خورد استعداد ایشاں ...

و ایں تحقیق و تدقیق تحقیق ست کہ نسبت ایں طرق حاصل باشند بغیر اختراج برکات طرق دیگر

---

[۱] تنتسب إلى الامام أبي الحسن علي بن عبد الله بن عبد الجبار المغربي ... شيخ الطائفة الشاذلية ... بن محمد بن الحسن ... ابنه الى غمارة ... قرية ... اشتغل بالعلوم الشرعية حتى ... ثم سلك منهاج التصوف ... وقدم الى الاسكندرية من المغرب ثم ... الديار المصرية ... [illegible] ... عرف بالله ... [illegible] ... الاسكندرية فاذا ... الكرامات ... [illegible] ... كل علم ... الكتاب ... مات سنة ٦٥٦ ... [illegible]

تتمیماً للکلام این مباحث را به کلامِ مختصر عرضه میدهد تا سالک از اختلافِ احوالِ اولیاء و بکثارِ ریاضت و تقلیلِ آن و ظهورِ خوارقِ عادات و عدمِ آن - الی غیرِ ذالک در تشویش نیفتد۔

(الف) همعه (۱۷)

این فقیر را آگاهانیده اند که آنچه از بابِ تهذیبِ نفس در شرع مطلوب میشود اقامتِ چهار خصلت است ونفیِ اضدادِ آنها حق سبحانه وتعالیٰ انبیاء علیهم السلام برائے ہمیں چہار خصلت فرستاده۔ وشرائع همه ارشاد بایں چهار خصلت، تحریص بر کسبِ آنها ونصبِ مظانِ آنها است، وترغیباتِ شرائع بسوئے این چهار خصلت مصروف اند وترهیبات به اضدادِ آن راجع۔

و برّ عبارت از اشباح وکواسبِ این چهار خصلت است واثم عبارت از مظان وکواسبِ اضدادِ آنها۔ وآن اخلاق که در معاد وجودِ آنها نفع میدهد وفقدانِ آنها ضرر میکند همیں چهار خصلت اند۔ وهرکه حقیقتاً این چهار خصلت بطریقِ ذوق و وجدان دانست۔ وطرقِ اقتضاءِ شرائع وایصالِ آنها در هر دوره وهر طبقه بایں خصال شناخت۔ وے تفقّه فی الدین وراسخ فی العلم است۔ وهرکه از اشباحِ شرائع به این خصال پے برد وبرنگِ آنها رنگین شد ونفسِ وے آنها را در اصلِ جوهرِ خود قبول کرد وے از محسنین است۔

بالجمله معرفتِ این چهار خصلت یکے از امورِ اعظام است که برین بندهٔ ضعیف وارد فرمود ذلک من فضل الله علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون۔

طهارت

یکے از آنها طهارت است۔ وحقیقتِ آن ومیل بسوئے آن در هر نفس از نفوسِ سلیمه ودیعت نهاده اند پس اگر نفس بر سلامتِ فطرتِ خود باشد وهیچ عارضه ور آ تشویش ندهد لامحاله طالبِ طهارت بود نه پنداری که مراد ما از طهارت اینجا وضو وغسل است۔ بلکه روحِ وضو وغسل۔ ونورِ آنها۔

تفصیلِ این اجمال آنکه هر نفسِ زکیه که صحتِ مزاج وسلامتِ فطرت وتمکینِ ماده مر احکامِ نوع را از احوالِ وے تفرس کرده شود، در حالتِ فراغ از احوالِ سفلیه شاغله وتشویشاتِ طبعیه مثلِ شبق وغضب وجوع، وے چوں به نجاسات متلطخ شود، واوساخ وشعورِ غیرِ معتاده بر بدنِ وے مجتمع شود وبول وغائط وریح در معدهٔ وے گرانی کرده باشد وقریب العهد بود بجماع ودواعیِ آن۔ وبوجدانِ خود رجوع کند لامحاله انقباضے وضیقے وحزنے عند خود یابد۔

بعد ازاں چوں از خبثین منفک گردد وغسل کند وشعورِ زائده را از خود دور نماید وجامهٔ نو

واشبہ ناس اند بصوفیۂ طبقات ہذا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الامور۔

واین فقیر را بعد اتمام راہِ جذب نحے واسع بارواح این اکابر کشادہ شد۔ واین ہمت نسبت مذکورہ را ذوقاً و وجداناً و تحققاً دریافت۔ بعد ازاں دراں تحققے پیدا کرد۔

پس نسبتے کہ این فقیر را دادہ اند مرکب است از نسبتہائے ہشتگانہ کہ ذکر آں بتفصیل کردیم باں معنی کہ اگر خود را با خود بگذارد ہیئتے ظاہر شود اجمالی کہ خلاصہ این نسبتہا باشد۔ واگر خود را بہ یک نسبت ازیں ہا دہد و بداں جانب روئے دل متوجہ سازد و استغراقے دراں پیدا کند علی حدتہا۔ و درصورت اولیٰ آثار ہر نسبت بطریق اجمال وامتزاج ظہور کنند و درصورت ثانیہ بطریق تفصیل وانفراد۔ و دریں نسبت ہا۔ لاسیما اجمالاً۔ رسوخے و تمکینے دادہ اند۔ شعر

وَلَوْ اَنَّ لِیْ فِیْ کُلِّ مَنْبَتِ شَعْرَۃٍ لِسَانًا لَمَا اسْتَوْفَیْتُ وَاجِبَ حَمْدِہٖ

و کسے کہ نسبت ما می خواہد چارہ او آن است کہ راہِ جذب را بآخر رساند و غالباً این معنی بہ غیر تربیت مجذوبے میسر نمیشود تا در سایہ او بہ تاثیر قوتِ او کار را آخر کند۔ واین امر بہ تعلیم و تعلم و گفت و شنو د تعلق ندارد۔ بعد ازاں نسبت ہائے ہفت گانہ فرداً فرداً تحصیل کند و با ہر یکے آشنا شود۔ و بعد ازاں چوں مراقبہ خواہد نخست بہ نسبت طہارت و سکینہ و اویسیہ متوجہ شود، چوں ملاحظہ آمدند ازاں ہا نظر برگیرد۔ باوجود تحقق و تلبس بہ آنہا۔ و نظر در نسبت یادداشت بہ دوزد۔ و دریں نقطۂ حقیقت خود بہ وجودِ صرف سعی کند۔ کہ لبِ توحید و عشق ہمین ہا است۔

بعد تکمیل این معنی حقیقتِ وجد لا محالہ ظاہر خواہد شد۔ کہ آں ثمرۂ نسبت مذکورہ است این است بیانِ طریقہ کہ در مبدء مقال بداں اشارت رفتہ است۔ شعر

دریں شرف نبود ز الواحِ ابجدی لوحِ جمالِ دست مرادِ ابجدیت

بعد ذکرِ مباحث مذکورہ۔ زبیان

(الف) اخلاقِ اربعہ، کہ مقصود از بعثتِ رسل تکمیل و اشاعتِ آں ہا است۔

(ب) و بیانِ استعداداتِ نفوس بنی آدم۔ و آنچہ بہر یکے ملائم و مناسب است

(ج) و بیانِ لطائف کہ در انسان ودیعت نہادہ اند۔

(د) و طبقات اصحاب الیمین،

(ہ) و منشاءِ خوارقِ عادات، چارہ نیست۔

میانِ این نفس و ملاءِ اعلیٰ از جہتِ این حالت، و مترشح گردد از ایشاں بریں نفس معارف جلیلہ کہ
منبع آں تجلیات الٰہیہ باشند۔

خصلتِ سوم سماحت است۔ و حقیقتِ وے آنست کہ نفس مغلوبِ داعیۂ بہیمیۂ خسیسہ نشود
از طلبِ لذت و حبِ انتقام و بخل و حرص و مثلِ آں۔

پس ہر شعبۂ ایں خصلت باعتبارِ آں داعیہ مسمّی میگردد باسمے

پس عدمِ قبولِ نفس داعیۂ شہوتِ فرج و بطن را عفت گویند

و عدمِ قبولِ داعیۂ رفاہیت و ترکِ عمل را اجتہاد گویند۔

و عدمِ قبولِ داعیۂ ضجر و جزع را صبر، گویند۔

و عدمِ قبولِ داعیۂ حبِ انتقام را عفو، گویند۔

و عدمِ قبولِ داعیہ حرص را قناعت، گویند۔

و عدمِ قبولِ داعیۂ مخالفتِ شرع را در حدود و مقادیر کہ تعین کردہ اند تقویٰ گویند۔

و اصلِ ایں ہمہ خصلت یک چیز است و آں غالب بودنِ رائے کلی بر دواعیِ خسیسات بہیمیہ و از مباشر
اشباح و شعبِ ایں خصال آں معنی در نفس داخل می شود، و آں را نفس ملکہ میگیرد۔

و ہر گاہ ایں خصلت در نفس وے راسخ شد چوں بمیرد جمیع ہیئات خسیسہ کہ دریں عالم
بر نفس وے ہجوم کردہ باشند ہمہ یکسر متلاشی و نابود گردند و وے چوں ذہبِ خالص از بوتہ برآید۔

و آں خصلتے است کہ دور بودن از عذابِ قبر غالباً بر وے موقوف است۔ و صوفیہ آں را
زہد و حریت و ترکِ دنیا گویند۔

خصلتِ چہارم عدالت است۔ و آں خصلتے است کہ صدورِ اقامتِ نظامِ عادل و سیاستِ
کلی از وے باشد۔

و وے را شعب بسیار است۔

آنکہ آدمی پیوستہ در حرکات و سکناتِ خود نظر میکند و احسنِ اوضاع اختیار می نماید و مہتدی میشود
در ہر حادثہ باختیارِ آنچہ بہترین اوضاع است و خاطرش ہمیشہ بہ اختیارِ آں منجذب میباشد را ادب نامند۔
و آنکہ متذرع شود بہ کارسازی اقامتِ تدبیرِ جمع و خرچ و خرید و فروخت و سائر معاملات کفایت
گویند۔

و آنکہ تدبیرِ منزل بوجہ نیک میکند حریت گویند

پوشند استعمالِ طبیب کند۔ بعد ازاں بوجدانِ خود رجوع نماید۔ لامحالہ انشراحے وسرورے وانبساط درخود دیابد۔

پس حالتِ اولیٰ ظلمتِ حدث است۔ وحالتِ ثانیہ نورِ طہارت۔

وچوں ظلمتِ حدث نفس را احاطہ کند وساوسِ شیاطین وخوابہائے خوفناک بظہور آیند۔ وسیاہی بردل ہجوم کند۔ وچوں نورِ طہارت نفس را احاطہ کند الہامات ملائکہ ومنامات صالحہ بظہور رسند ونورے درمنام ویقظہ بردل ہجوم کند کسے، باشد کہ درخواب بیند کہ آفتابے درجیب یا دامان وے آمدہ ویداں مبتہج است۔ کسے بیند کہ ماہتاب وستارگان بجبین وسائر اعضائے وے ملصق شدہ اند۔ کسے بیند کہ نور بروے مثلِ باراں مے بارد۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

درنمود نورطہارت ۱۲ نورم

وبالجملہ ایں ہمہ اشباح وآثار اند۔ وحقیقتِ آں ہیئتے است وجدانیہ کہ ازاں بہ جز انس ونور تعبیر نتواں کرد۔ ودر بحث نسبتِ طہارت بیان کردیم۔

وایں صفت اشبہ حالات انسان است بحال ملاء اعلیٰ در تجرید ایشاں از لواث بہیمیہ وسرور وابتہاج ایشان بخود، وانس ایشاں بتقاے کہ ایشاں را دادہ اند۔

وچوں کسے بعالم ملاء اعلیٰ پیوندد آنجا انسے وسرورے وابتہاجے بغیر نہایت می بیند۔ پس چوں ایں شخص ایں حالت را در نفس خود راسخ میسازد وملکہ می گیرد، درمیانِ وے وملاء اعلیٰ مناسبتے پیدا میشود، وبابے از روح جنت وخلاصۂ آں بروے مفتوح میگردد۔

(۲) خضوع

دوم خضوع برائے خدائے تعالیٰ وچشم ودل بسوئے وے تعالیٰ متوجہ ساختن۔

تفصیل ایں اجمال آنکہ نفس سلیمہ را درحال فراغ از تشویشات خارجیہ وطبعیہ چوں صفاتِ الٰہی وکبریا وجلال وے یاد دہند وبوجہے از وجوہ روئے او را بداں جانب متوجہ گردانند لامحالہ او را حالتے درمیگیرد از جنس حیرت ودہشت، ورنگے احاطہ میکند از رنگ ہائے مقدس مجرد۔

چوں ازیں حیرت ودہشت تنزل میکند وبحالت سفلیہ فرود می آید ہمیں حیرت ودہشت خشوع وخضوع واخبات میشود۔ بمثل حالتِ عبید در حضور سادات خویش، بار دستانی پیش ملوک یا محتاج سائل پیش جواد کریم۔

بالجملہ اشبہ حالاتِ نفس بملاء اعلیٰ، در ہیمان ایشاں درجلال وکبریائے او تعالیٰ صفتِ خشوع وخضوع ومناجات است۔

چوں نفس بایں کیفیت رنگین شود وایں خصلت دراصل جوہر نفس درآید بابے مفتوح گردد

وادعیہ و تعوذات مقرر نمود۔ و برائے اکتساب سماحت، عفو و حسنِ خلق و مثل آں تعین کرد۔ و برائے اکتسابِ عدالت عیادتِ مریض و سلام و حدود و آداب واجب گردانید۔

و بالجملہ ایں سخن دراز است ہر کہ ایں را بتفصیل خواہد باید کہ بکتاب حجۃ اللہ البالغہ رجوع کند۔ مقصود ما ایں جا بیانِ نفسِ ایں خصال است۔ باید کہ سالک طریق ایں چہار خصلت را بشناسد و آنہا را بوجہ تحقیق و امعان نصب العین خویش سازد۔ و در مجاری امور از آنہا نگذرد۔ و باضداد آنہا نگذارد کہ طبیعت میل کند۔

پس اگر آدمی معنیٔ احسان کہ عبارت از نورِ طہارت و خلاصۂ مناجات است شناختہ باشد و حاصل کردہ من بعد آں معنی را در خود نیابد یا کم یابد۔ باید کہ در پئے تحقیق سبب آں افتد۔ اگر قوتِ طبیعت است بصوم آں را معالجہ کند۔ و اگر شبق است بنکاح یا ملکِ یمین از آں مانع خلاص شود۔ و اگر صحبت مردم است باعتکاف و قلتِ اختلاط دفع نماید۔ و اگر مثلاً را دعیہ فکر است بخیالات منشوشہ بطولِ ذکر علاج نماید۔ و اگر ہجومِ رسومِ اہلِ دنیا باشد ہجرتِ اوطانِ ایشاں اختیار نماید۔

ھمہ (ب)۔ (۱۸)

ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ افرادِ انساں باستعداداتِ مختلفہ مخلوق شدہ اند۔ ہر فردے حسبِ استعدادِ خود کمال کسب می نماید۔ ہیچ فرد زیادہ از آنچہ در استعدادِ وے نہادہ اند نمی تواند حاصل کرد وذلک تقدیر العزیز العلیم۔

ہمانا مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم در حدیث اذا سمعتم بجبلٍ زال من مکانہ فصدقوا و اذا سمعتم برجلٍ تغیر عن خلقہ فلا تصدقوہ فانہ یصیر الی ما جبل علیہ ہمیں استعدادات را ارادہ کردہ۔

پس اگر کسے مستعد روشے و مہیا برائے طریقہ باشد۔ و خواہد کہ روش دیگر اختیار کند نہایت مشقت کشد۔ و از روشِ مطلوب کفافے بدست نیابد شعر ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی \
ایں رہ کہ تو می روی بترکستان است

و اگر کسے ثمرۂ کمالے طلب کند و جبلتِ وے کمالِ دیگر مینواہد سعی وے خائب و خاسر باشد شعر ؎

کسے در صحن کاجی قلیہ جوید \
اضاع العمر فی طلب المحال

از علومِ جلیلہ کہ بریں بندۂ ضعیف نزول فرمودہ اند، معرفتِ استعداداتِ بنی آدم عمدۂ آں

و آنکه تدبیر مدینه و جیش نیک میکند، سیاستِ مدینه، گویند۔

و آنکه درمیانِ اخوان بوضع نیک زندگانی میکند و حق هرکسے ادا می نماید و بهرکسے الفتے و بشاشتے حسبِ حال میکند، حسنِ معاشرت، خوانند۔

و بالجمله این همه یک اصل دارند۔ و وے آنست که نفسِ ناطقه بوجهے واقع شده است که نظام نیک را اختیار کند و با صدار آں مندفع است۔

و هرکرا این خصلت در وے بوجه اتم متحقق شد میان وے و میانِ آنانکه وسائطِ جودِ حضرت حق اند از ملاءِ اعلیٰ و اقامت نظامات عادله در اصلِ فطرت ایشان نهاده اند و ایشان را همت قویه در باب استحسانِ نظامِ عادل نهاده اند مناسبتے بلیغه واقع میشود۔ و از دلِ این جماعت بسوئے وی فائقِ نور مثلِ اشعۀ شمس سیلان مینماید۔ و این فائق سبب ظهور بسیارے از نعمت و رفاهیت میباشد۔

و تشبح این نعمت و رفاهیت و انس بصورت هائے مناسبه باستعدادِ مبتلی بود کسے در صورت معاشرتِ اخوان صدق بیند۔ و کسی مطعمِ هنی و ملبسِ بهی و مسکنِ وضی و منکحِ شهی میباید و علی هذا القیاس۔

و آنکه مخالفتِ نظامِ عادل میکند و حکم شرع را انکار مینماید و افعالے که سبب ایذائی جمهورِ انام باشند بعمل مے آرد میانِ وی و میانِ سائطِ جودِ الٰهی نفرتے و وحشتے بظهور می آید و تقایحِ ظلمانیه از ایشان بسوئے وی سیلان میکنند، و از هرجانب تنگی و ضیق بروے هجوم میکند،

و هم چنیں هرکه بصفتِ خشوع آشنا نیست بلکه بضد آں متصف است جمل از عالمِ وی گذشت ظلماتِ متراکمه بعضها فوق بعض بروے هجوم میکنند۔

و سرِ این آنست که آں عالم مقتضی انکشاف حقیقتِ جبروت است۔ و این صفت مضادِ خشوع است و مهیئ عدم انکشاف آں۔ و ازیں جا المی و نفرتے و ضیقی بردل وارد میشود۔

و هم چنیں هرکه بضدِ سماحت متصف است این علاقات دنیویه از حبِ مال و جاه و اولاد۔ و این هیئات خسیسه چوں جوع و عطش و غیر آں بردل هجوم میکند مثل آنکه خاتم را به قوت برموم نهند و نقوشِ خاتم درموم منطبع شوند۔

و مثلِ سمح مثلِ آب است که به مجرد مزائله آں صورت نابود میگردد، ولمؤلفه عفی عنه شعر

بوسعتِ مشربان رنگِ تعلق در نمی گیرد ؛ اگر نقشے زنی بر روئے دریا بے اثر باشد

شارع صلی الله علیه وسلم برائے اکتسابِ صفتِ طهارت، وضو و غسل و سائر آنچه در نسبتِ طهارت اشاست بداں رفت مشروع فرمود۔ و برائے اکتسابِ صفتِ خشوع صلوات و مناجات و تلاوت و ذکر

شانِ ملاءِ اعلیٰ رنگین شدن است بعلوم اسماءِ الٰہی و دانستنِ مبادیٔ وجود و فراگرفتن علمِ نظامِ کلی و حکمتِ باہرہ کہ در عالم مقصود افتادہ است از بابِ خلق و تدبیر و تدلی و ہمت بستن بجیب کن۔

و کارِ ملاءِ سافل انبعاث است در عالم بداعیۂ فوقانیہ الہاماً و احالۃً۔ بغیر آنکہ باصل مصلحت کلیہ اطلاع یافتہ باشند و تلقیِ صُورِ قضا از آنچہ بودنی است، و در حظیرۃ القدس مقرر شدہ است چنانکہ صورت از مرآتے بمرآتے منتقل میشود۔

درعکس بعد ہمہ فلیرجع

ولا محالہ ہر ملکے دراک نیکند مگر واقعہ را کہ مناسب فطرتِ او افتادہ است۔

و بہائم نیز دو قسم اند۔ یکے شدید البہیمیۃ دیگر ضعیف البہیمیۃ پس اگر فحلے را کہ در اصل ولادت صحیح المزاج پیدا شدہ است در غذائے مناسب پرورند و شیر بسیار دہند و علف بسیار خورانند و ہیچ عارضہ او را خلل نرسانند، لا محالہ در وقتِ جوانی در ظاہر عظیم الجثہ، بلند آواز، زور آور بود و در خُلق صاحبِ عزیمت و قوی الغضب و الحسد خواہد کہ کسے از وے بہتر و غالب تر و ظاہرتر باشد و شجاع و پردل و چیزے در چشمہا و بزرگ نماید و محنت کش باشد۔ و چوں آں را خصی کنند یا در اصل ولادت ضعیف و نزار باشد و در تربیتِ غیر مناسب بزرگ شود، لا محالہ اضدادِ ایں خصال ہم در خَلق و ہم در خُلق او وی ظاہر شوند۔

و آنچہ استعدادِ کمال بر آں و اثر است از قوتِ بہیمیہ دو خصلت است۔ یکی شدت عزیمت و سورت ہمت است۔ و دیگر سابغ و تمام بودن در خَلق و خُلق۔

و اثر خصلتِ اولی آنست کہ حجابے باشد بر روئے روح بوجہے کہ روح دراں کامن گردد و فنا و سے تمام نمیشود تا آنکہ سورتِ ہمت متبدل گردد و بعد تبدل آں سورت بقا حاصل شود۔

و اثرِ خصلتِ ثانیہ تمام و کمالِ اخلاق است و سبوغ کمالِ نفس بے سورت وحدت۔

چوں ایں دو قوت دریں شخص مجتمع شوند وجہ اجتماع آنہا نیز دو قسم باشد۔ یکی تجاذب دیگر اصطلاح۔ مراد از تجاذب آنست کہ ہر یکی از دو خصلت طالبِ مقتضیاتِ خود باشد بے مزج بدیگرے و جریان بمجرائے طبعی خود خواہد

پس اگر بہیمیۃ غالب شود انہماک در لذتِ آں خواہد و از عالمِ ملکیۃ مطلقاً رو بگرداند۔ و اگر

---

۵۲ اعلم ان الملاء الاعلی علی ثلاثۃ اقسام قسم علموا الحق ان نظام الخیر متوقف علیہم فخلق اجساماً نورانیۃ بمنزلۃ نار موسیٰ ننفخ فیہا نفوساً کریمۃ ۔۲۔ و قسم اتفق حدث مزاج فی البخارات اللطیفۃ من العناصر استوجب فیضان نفوس شاہقۃ شدیدۃ الرفض للواث البہیمیۃ ۔۳۔ و قوم ہم نفوس انسانیۃ قریبۃ المأخذ من الملاء الاعلی مازالت تعمل اعمالاً منجیۃ تعید الحوق بہم حتی طرحت عنہا جلابیب ابدانہا۔ فانسلکت فی سلکہم و عدت منہم۔ حجۃ اللہ طبع ہند ص ۱۵ ۔۱۲۔ محمد نور الحق علوی

۹ اگست ۱۹۳۱ء

و علامت هریکے و مبلغ کمال آنها است بجهت آنکه فطن روشن خود را بشناسد و علاج خود را بعد نظر دارد. یا شیخ مشفق او را به جهان بر اه ارشاد نماید. ذلک من فضل الله علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون.

و این معرفت متوقف است بر تمهید مقدمه.

بیان اسرار اینکه در انسان دو قوت و دیعت نهاده اند یکے قوت ملکیه و دیگر قوت بهیمه

سر درین جا این است که در شبح نفس ناطقه ابداع فرموده اند متصرف در نسمه که عبارت از روح هوائی است که از خلاصه عناصر متولد شود. لاجرم او را دو روئے داوند. روئے که بوی مقارنت بهائم کند در جوع و عطش و شهوت و غضب و حسد و رضا و سخط و غیر آن. و روئے دیگر که بوی محاذات ملائکه نماید و خلاص یکے از اشیائے خسیسه و انس و ابتهاج بعالم تجرد، و گوش نهادن بسوئے وسائط جود الهی و الهام فرا گرفتن از ان موطن پس آن الهام اگر از جنس انکشاف حقائق نفس الامریه باشد خزانه آن علوم گردد. و اگر از جنس اقامت نظامے باشد و عمل کردن بکارے، آن کار به عمل آرد بعض ارادت در فوقانیه نه داعیه طبعیه.

پس در بعضی اوقات این آدم بهیمه خالص میشود و ملکیت دران مستتر میگردد. و در بعضی آخر ملک خالص میشود و بهیمیت کامن میگردد.

و از همین جاست که او را این و مکن مکلف ساختند. و مهمل نگذاشتند بخلاف بهائم و ملائکه که در ایشان تعارض قوای نبود. قال الله تبارک و تعالی. و حملها الانسان انه کان ظلوما جهولا[1]
ظلوم آن است که متصف بعدل نباشد و قابلیت آن دارد. و جهول آنست که بالفعل علم ندارد و قابل آن باشد
بالجمله اختلاف استعداد بنی آدم ثابت. اختلاف ایشان است بغلبه دو قوت
تفصیل این اجمال آنکه ملائکه دو قسم اند. ملاء اعلی و ملاء سافل

---

[1] قال الامام ولی الله فی الحجة. نبه الغزالی والبیضاوی وغیرهما ان المراد بالامانة تقلد عهدة التکلیف بان یتعرض لخطر الثواب والعقاب بالطاعة والمعصیة و توجیهها علیهم اعتبارها بالاضافة الی استعدادهن و اباءهن الاباء الطبیعی الذی هو عدم اللیاقة والاستعداد. وتحمل الانسان قابلیته واستعداده لها.

اقول وعلی هذا فقوله تعالی انه کان ظلوما جهولا. خرج مخرج التعلیل. فان الظلوم من لا یکون عادلا و من شانه ان یعدل والجهول من لا یکون عالما و من شانه ان یعلم. و غیر الآدمی اما عالم عادل لا یتطرق الیه الظلم والجهل کالملائکة. واما لیس بعالم ولا عادل ولا من شانه ان یکتسبها کالبهائم. وانما یلیق بالتکلیف و یستعد له من کان له کمال بالقوة لا بالفعل. واللام فی قوله لیعذب لام العاقبة کانه قال عاقبة حمل الامانة التعذیب والتنعیم ص ۱۶-۱۹. ۱۲

محمد نور الحق غفر له العلوی.

ناشیہ انما ئے کلی قائم میشود مثل انبیاء۔ والا در قتال و غیرت و حمیت و مانند آں جرأت تمام بتقدیم میرساند۔ و آنکہ بہیمیۂ او ضعیف افتادہ است بے رغبت ترین مردم است در امور عظام لیکن صاحب نفس عالیہ ترک میکند دنیا را برائے رضاء خدا تا توجہ بداں جانب نیک تواند کرد۔ و صاحب نفس سافلہ اگر بکسب کمال مناسب خود موفق شد دنیا را برائے آخرت ترک میکند۔ و اگر موفق نشد بجہت کسل و عجز و ناتوانی از ہمہ چیزہا دست باز میدارد۔

و منقاد ترین مردم شرائع را اہل اصطلاح اند۔ آنانکہ از ایشاں نفس عالیہ دارند محقق اند در نوامیس الہیہ و بابصیرت اند و دراں[1]۔ و آنانکہ صاحب نفس سافلہ اند مقلدان ایشانند و در ضمن نوامیس بہ ارواح شرائع متمسک مستفیض میشوند۔

و اہل تجاذب اگر از اسر بہیمیت خلاص یابند و نفس عالیہ دارند اکثر ہمت ایشاں معرفت اسماء و صفات و فنا و بقا باشد۔ و اگر نفس سافلہ دارند۔ از شرائع بغیر اسباب کسر بہیمیت از ریاضات و اوراد نمی شناسند۔ و نہایت خورسندی ایشاں بخوارق ملکیہ باشد از جنس کشف و اشراف و وقائع الہیہ[2] و استجابت دعا و تاثیر توجہ و مانند آں۔

و مجذوب شدن و بے تربیت پیر ظاہر معرفت راہ یافتن و اگر پیر ظاہر باشد چنداں ممنون احسان او نبودن خاصیت نفس عالیہ است از اہل تجاذب لیکن آنکہ بہیمیۂ او شدید است غالباً او را اتفاق عجیبے افتد کہ دراں دل از دنیا سرد شود۔ و محبت خدا تعالیٰ بر دل وے غالب آید از حادثہ یا موعظہ یا توجہ عزیزے و دراں میاں انتقال نفس وے بوجہے واقع شود کہ عامہ خرق عادت دانند و آنکہ بہیمیۂ او ضعیف است غالباً چناں احساس میکند کہ وے ولی مادرزاد است و ایں ہمہ کمال در فطرت وے نہادہ بودند لیکن ہر چند جوان تر میشد و بقوت خود میرسید آں کمالات بظہور می آمدند۔

و اہل اصطلاح کمال ایشاں ترقی میکند مثل رفتن مورچہ۔ و انتقال دفعی نمی کند الا اگر بہیمیت شدیدہ باشد۔

و آنانکہ از اہل تجاذب اند و نفس سافلہ دارند اگر بہیمیت ایشاں شدید است ہر چند ریاضات پیش گیرند یا عزیزے قوی التوجہ ایشاں را تاثیر میکند، در خشیدن انوار در یقظہ و منام و رؤیائے صالحہ و ہاتف و الہام ظہور مینماید لیکن بوجہے کہ وقع ایں چیزہا بر ایشاں بغایت بسیار باشد۔ و در نہایت استقامت و صدق باشند۔ و اگر مردمان بر ایں قسم مطلع شوند بہ غایت معتقد گردند۔

و اگر بہیمیۂ ایشاں ضعیف است تجلیات معنویہ و نکتہ فہمی بر ایشاں غالب آید و وقع احوال بر دل ایشاں چنداں قوی نباشد۔ نزدیک ایشاں آنچہ میشود گویا نیست۔ و گاہ گاہ ایشاں را شکوک و

[1] در بعض نسخ بمعنی ... اند ۱۲

[2] کنایہ زیادۃ الواد فی کلیہما ۱۲ نورم

ملکیتہ غالب شود ہمہ انسلاخ از احکامِ بہیمیتہ وانخراط در ملاءِ اعلیٰ وانصباغ بصبغ جبروت خواہد۔
و بداں احکام کہ برزخ اند درمیان بہیمیتہ و ملکیتہ التفات نکند۔

و مراد از اصطلاح آنست کہ ملکیتہ از سُنن طبعی و وجہ کامل خود تنزل کند و بہیمیتہ از حالات
سفلیۂ نامناسبہ بملکیہ ترقی نماید و بہم آیند در برزخے کہ بہر دو جانب مناسبت دارد مثلاً عبادات بدنیہ و صلاۃ و
مناجات و سخاوتِ نفس و عفتِ طبع و اختیار نفع عام و معاشرت نیک بہ اخوان و حق ہر یکے ادا
کردن، و سلامتِ فکر و صدق در رؤیا و ہاتف و فراست و امثال آں۔

پس ہر چند اصنافِ نفوسِ بنی آدم بیشمار باشند۔ اما رؤس آنہا ہشت اند چہار از
اہل اصطلاح و چہار از اہلِ تجاذب۔ ۱۔ نفس عالیہ با بہیمیت شدیدہ (۲) نفس عالیہ با بہیمیت
ضعیفہ۔ ۳۔ نفس سافلہ با بہیمیت شدیدہ۔ ۴۔ نفس سافلہ با بہیمیت ضعیفہ۔

چوں ایں مقدمہ دانستی بدانکہ ہر یکے از اصناف ثمانیہ مخصوص است بحکمے۔

سکه بزیاد الاباد ماذور

وآنکہ قوت بہیمیۂ او شدید است محتاج است بریاضات شاقہ۔ و فتح باب کمال او در رجوع
و مہر و ولت باشد۔ و آثار او ہمہ بقوت باشند۔ و تاثیرات عجیبہ از تاثیر توجہ و ہمت گماشتن و غیر آں
از وے ظاہر شوند۔ و وجد شدید او را بہم رسد، چنانکہ درستی حواس گم کند، و چند روز متواتر خبر از عالم ندارد

وآنکہ قوت بہیمیۂ او ضعیف است بریاضات شاقہ احتیاج ندارد۔ بلکہ ریاضاتِ شاقہ مشوش او
شوند۔ و فتح باب او باذکار و ذکر و ویر مشغول ماندن باشد۔ و خوارق او ہمہ ہست نیست نما باشند، و وجد
او ضعیف بود و بادنیٰ مانعے برہم خورد مثل وجعے یا عروض حیائی۔

وآنکہ قوتِ ملکیۂ او عالیہ است مخصوص است بہ کمالاتِ عجیبہ مثل نبوت و فردیت و فنا و بقا و
مانند آں۔ و مخصوص است بآنکہ ترجمانِ لسانِ قدم باشد و از عالم تجرد خبر دہد۔

وآنکہ قوت ملکیۂ او سافلہ است نہایت ثمرۂ کوشش او کشف و اشراف و بوارق ملکیہ باشد

وآنکہ از اہل اصطلاح است در اعمال جوارح و دل مُؤدب تر است و حق شناسی و اقامت مصالح
و در این ہم متبوا اند کرد۔ و غالباً قلق ندارد۔

وآنکہ از اہلِ تجاذب است عشق انسلاخ و تجرد دارد، و ہمیں وے بہ رسیدن و خلاص
نشدن باشد از عالم جہات، و حال وے مانند طائر دیست کہ در قفس او را محبوس ساختہ باشند
و از ایشان آنکہ بہیمیہ شدیدہ دارد قلق او بیشتر است۔ و آنکہ ضعیفہ دارد میل او مجرد از قلق است
وآنکہ بہیمیۂ او شدید تر است خوض در امور عظام سکند، اگر صاحب عالیہ است بریاسات عظیمہ

بمن نقشه و دعوی. و کسے هست که فاعل بود و کسے او را نداند و نشناسد. و کسے هست که علم او اکثر از حال او باشد. و کسے باشد که حال او قوی از علم او باشد. و کسے هست که او را وجد قوی در گیرد. و کسے هست که وجد وے ضعیف باشد. و علی هذا القیاس.

این فقیر یکبارے در باب آنکه اولیا تاثیرات و توجهات عجیبه داشتند و اهل عصر اگرچه درهماں راه می روند آن امور درنمی یابند. متوجه شد.

پس از جانب حظیرة القدس آگاهی آمد که این مثل آنست که اسپ عراقی و برذون هر دو از یک نوع است و در منازل نشاءة یکساں سیر مینمایند. از فلو به یکرتبه و از یکرتبه به شباب و از انجا به کهولت و از انجا به شیب و از انجا به هرم، هر دو انتقال میکنند بے تفاوت. و در آثار بشریه از فربه اندام شدن و غلظت و ثبات و عدم آں در سائر حالات مثل مزاج و استعداد آں در رطب و عروض رطوبت طاریه در هرم هر دو متساوی الاقدام اند مع هذا از عراقی صادر میشود از عدو بلیغ و مسافت بسیار طی کردن آنچه از برذون صادر نمیشود. والله اعلم.

(ج) همعه ـ (۱۹)

این فقیر را آگاهانیده اند که خدا تعالی در افراد انسان چند لطیفه ودیعت نهاده است هر لطیفه را حالے دیگر است و سالک ترقی میکند از لطیفه به لطیفه تا آنکه سلوک وے تمام شود.

و اصل درین مسئله آنست که چوں نفس ناطقه به نسمه متعلق شد و نسمه در قوائے او در بدن حلول نمود لامحاله تنزل کرد در هیکلے چند. و در هر هیکلے حکم دیگر پیدا کرد.

و شعب اصلیه وے سه اند. نام یکی قلب است. و وے حامل احوال است از غضب و جرأت و حیا و محبت و خوف و قبض و بسط و رضا و نفرت و امثال آں.

و سلطان آں در جانب ایسر است زیر پستان چپ بدو انگشت.

و نام دیگر عقل است و وے حامل علوم است که حواس آں جا منتهی میشوند از تصور اشیائے غیر محسوسه و غیر متوهمه. و تصدیق بآنچه تصدیق بباید کرد.

و سلطان او در دماغ است.

و نام سوم طبع است. و وے حامل اقتضائے آں چیزها ست که بنیت انسان بغیر آں ها بر جا قائم نمی تواند شد. مثل طعام و شراب و نوم و جماع.

و سلطان آں در کبد است.

پس اگر قوت بهیمیه برایں نفس غالب آمد قلب شد نفس بهیمی باشد که احوال آں ساز انبساط و

شبهات درایں می افتند۔ وغالباً مردماں اگر بر خوارق ایں جماعت اطلاع یابند چنداں معتقد نشوند۔
وآنانکه از اہل اصطلاح اند اگر نفس عالیه دارند علوم انبیا از رویت ملائکۂ ملاء اعلی و معرفت
اسرار عبادت و سیاسیات ملت و تدبیر منزل و مدینه و اخلاق و احوال معاد ایشاں را حاصل شود۔ و
اگر نفس سافله دارند ہر چند عبادات کنند و ریاضات بعمل آرند ہیچ چیزے ایشاں را از جنس کرامات
و خوارق ظاہر نگردد۔ آرے حلاوت مناجات و رام شدن و اطمینان نفس بشرائع ایشاں را
بحاصل مے آید۔ و ایشاں از ہمیں قسم خورسند باشند۔

و بہترین خلق اصحاب نفوس عالیه اند۔ امّا آنکه از اہل اصطلاح اند بامامت قوم لائق
اند۔ وآنانکه از اہل تجاذب اند در علم الٰہیات زبان ایشاں فصیح تر است۔

وآنانکه قوت بہیمیه ایشاں قوی تر است مقتدای مردم باشند و مردماں معتقد ایشاں باشند
وآنانکه قوت بہیمیه ایشاں ضعیف باشد کسے ایشاں را نشناسد و چنداں در خلق مشہور نشوند۔

و اہل نفوس عالیه در مردم خال خال پیدا میشوند و اہل نفوس سافله بسیار بوجود آیند۔
و اہل بہیمیه شدیده خال خال ظاہر شوند و اہل بہیمیه ضعیفه بسیار بوجود آیند۔

آنکه از اہل تجاذب است و نفس عالیه دارد اگر قوی البہیمیه است مثل او مثل آئینه آہن
است که در عین صلابت صفا دارد و صیقل شرط ظہور صورت است۔ و اگر ضعیف البہیمیه است
مثل او مثل پارۂ از بینه است که او را بآب تر کرده باشند و قطرات آب از انجا می چکد۔

وآنکه از اہل تجاذب است و نفس سافله دارد و قوی البہیمیه است مثل او مثل آئینه است که زنگ
در جوہر او فرو رفته است اگر صیقل کنند نقطه بعد نقطه از آں بدرخشد قابل آنکه روئے کسے آنجا منطبع
شود نیست۔ و اگر ضعیف البہیمیه است مثل او مثل طفل است که ہر چند او را تعلیم میکنند یاد نمی گیرد
و احاطۂ آں نمی نماید مدت ہا باید که صورت آں چیزہا در متخیله او نشیند۔

وآنکه از اہل اصطلاح است عالم تجرد نزدیک او بمنزلۂ خواب فراموش است امّا آنکه از ایشاں
نفس عالیه دارد عالم تجرد نزدیک او متشبح میشود بصور مناسبه و مخاطبات در ضمن الفاظ خاصۂ وست
وآنکه نفس سافله دارد ہیچ چیز از عالم تجرد برائے او متشبح نشود۔

چون بعضے از استعدادات بنی آدم دانستی حالا بدانکه اکثر اختلاف احوال اہل الله بر اختلاف
استعدادات ایشاں مبتنی است۔

ازیں جماعت کسے ہست که صاحب ارشاد بود۔ و مردماں را تالیف کند و اظہار خوارق نماید

وعاماهل ابتدای نفس کلیه را وجودنا شد۔ واین معرفت را معرفت سریان وجود گویند۔
ونفس ناطقه باعتبار صرافت خود از لواحق نسمه وتقوم خود به نفس کلیه مسمی است به خفی۔
واین فقیر را آگاهانیده اند که اقوی اسباب حصول این معنی آنست که بعد انکشاف نوبی نشانی، مراقبه
احاطه کند، وبعد ازاں ذکر تهلیل با ملاحظهٔ لاموجود الا الله، نماید۔

وتفصیل مفهمیت آنست که چوں نفس ناطقه از لواحق غلیظهٔ نسمه اعراض کرده لاحق میشود بملاء
اعلی ومنطبع میگردد دروے آں صور علمیه که در ملاء اعلی مستقر اند، پس حاصل میشود وے را معرفت ذات
واجب الوجود۔ بوجهے که شامل جمیع کمالات وے باشد از ابداع وخلق وتدبیر وتدلی۔ اجمالاً۔

لهذا در کلام مفهمین تشبیهات بسیار وارد میشود ممتزج به تنزیهات وحاصل میشود احکام
نوامیس الهیه وقضایائے متجدده۔

ونبوت از دو جانب تحقق می پذیرد۔ از جانب قابل که نفس ناطقهٔ نبی است وشرط آں ازیں جانب
حصول مقام مفهمیت است۔ واز جانب فاعل که مبدء فیاض است، وشرط وے ازیں جانب تدبیر الٰهی
است از انذار قومے وارشاد ایشاں ورفع مظالم از ایشاں۔ وآنچه بدیں ماند۔

وبعد وجود حضرت پیغامبر ما صلی الله علیه وسلم نبوت منقطع شد لیکن اجزائی نبوت باقی ماند
ازاں جهت که مفهمیت منقطع نشده۔ وبطریق نیابت پیغامبر لعهد آنحضرت صلی الله علیه وسلم تجدید دین
وقیام به ارشاد وسلوک ورفع منکرات میتواند بود۔ وبحقیقت منشاء قیام مرداں بایں امور همال مفهمیت
است که مقتضی بعثت رسول شده بود۔

پس ازیں جماعت آنکه ذکی است سخن میکند ایں سر را۔ وآنکه ذکی نیست آں را بر روش
سنگ وچوب از جائے بجائے میگرداند، تا آنکه کار مطلوب سرانجام دهند۔

لیکن چوں بسبب قوت مثالیه مقارن ظهور حضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم منتشر شدن
آں حقیقت نبوت به انجام رسید ایں همه انوار نبوت واشباح وتماثیل آں باشند۔

ونفس ناطقه باعتبار انطباع ملاء اعلی درمے ولحوق بایشاں مسمی است نور القدس قال الله
تعالیٰ، ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناه نوراً نهدی به من نشاء۔ وفی قرأة
ابن عباس مثل نور المؤمن کمشکوٰة فیها مصباح۔

ا[تنبیه] در خط بعد ازیں عبارتے زائد موجود است۔ بقدر یک صفحه اگرچه یک پاره از آں کرده است بما سبق وپیشه دیگر
محرف۔ وشکار تصحیف ناسخ گشته آں لطرز تتمه دریں جا مناسب افتاد، والله المستعان۔
ایں فقیر را آگاهانیده اند که اقوی اسباب تحصیل ایں معنی بعد انکشاف بے نشانی، پیدا کردن نسبت الیه
است ممزوج بالوار سکینه بعد احکام آں اکثار ذکر زبانی۔ والله اعلم۔
مشاهده انا ذکر کرده شخصے اکثر قوتے ودیعت نهاده اند که بمنزلهٔ قلب است در شخص اصغر، ماحاصل آں نقطه است
از نفس کلیه که باز از ذات الٰهیه واقع شده۔ ودر پیرامن آں خلاصه ادراک ملاء اعلی احاطه کرده بمنزلهٔ جوهر معنی که در تقرب نوت حقه (

انقباض در رضا و سخط، ہمہ بہ وجدانِ ملاذ طبعیہ باشد۔

و گاہے ازینجا فرو تر میرود و مطیعہ میشود وسواس شیاطین را پس بے اسباب خارجیا احوال عجیبہ
از قبیل وسواس شیاطین بروئے طاری شوند و عقل وے جز تنزہ باشد کہ بیا حادیث نفس مائل بسوئے
بعض دواعی طبعیہ مشغوف بود۔ پس اگر در وے شبق باشد خواطر جماع در خاطر او بسیار آیند و اگر در وے
جوع باشد انواع طعام در تخیلہ وے گذرند علیٰ ہذا القیاس۔

و گاہے ازینجا فرو تر میرود و قبول وسوسۂ شیاطین می نماید۔ پس ہمہ فکر وے در فک
ظلمات نا عقلی و شک در معتقدات حقہ بود۔ و طبع وے نفس امارہ بالسوء گردد۔ بے تقید شرع و عقل
ہر چہ خواہد کند۔ و ہر سلکے کہ خواہد رود۔

و اگر در این نفس قوت ملکیہ و بہیمیہ ہر دو بہم آیند و برزخ متوسط، در میان اینہا مزاج
معتدل پیدا شود قلب وے قلب انسانی گردد۔ پس خوف و محبت و رضا و سخط وے ہمہ معتمد بر
اعتقادات حقہ باشد، از دوزخ بہ ترسد و بر بہشت رغبت کند و علیٰ ہذا القیاس۔

و مجاہدہ و دلہا بہ تکلف از غفلت باز داشتن درین مقام بود۔ و نفس وے لوامہ گردد۔ و
مثل او مثل اسپے صعب باشد کہ بہ لجام اورا مقید کنند و ادراک وے عقل انسانی بود کہ بآنچہ تصدیق
میباید کرد، کما ینبغی تصدیق کند و در بیشتر احوال این تصدیق بر وے غالب باشد۔

و این مقام ابرار و علمائے دین است و سلطان شریعت درین مرتبہ است۔

و اگر درین نفس قوت ملکیہ زور آور بود و قوت بہیمیہ مغلوب شود و کان لم یکن گردد
قلب وی روح گردد و از مجاہدہ خلاص یابد۔ و لبسط گردد بلاقبض و الفت گردد بلاقلق و وجد گردد
بلا صعق و عقل وے سر گردد۔ و قبول نماید علوم فاضلہ غیبیہ را از جہتی دیگر غیر مجرائے عادت بفراست
و کشف و ہاتف و غیر آن و مقام بے نشانی اورا نصب العین افتد۔ و نفس وے مطمئنہ گردد کہ بغیر موافقت
شرع و عقل باقتضائے شہوات نکند۔ و خواطر او نیز بر سنن صراط مستقیم باشد۔ بہ جائے افعال۔

و سلطان ولایت صغرے درین مقام است۔

بعد ازاں اگر بعنایت اللہ تعالیٰ ترقی واقع شود و سیر او در راہ پیش آید یکے ولایت کبریٰ
و دیگر مخصوصیت کہ در نبوت و وراثت نیز نامند

تفصیل ولایت کبریٰ آنست کہ چوں این نفس نسمہ لاحق آن را از خود دافشاند اعنی بہ جل و
بصیرت بجسب تیسیر بدن۔ و در خود خوض نمود در بئے لا محالہ منکشف شود نفس کلیہ۔ کہ اصل عالم خلق است
و تکثیر درین جا آنست کہ نفس ناطقہ تنزل نفس کلیہ است و ظہورے است از ظہورات او۔ پس چوں
علم نفس ناطقہ بخود مستقل شد بر جمع قہقرا رخود و اصل خود خوض کرد لا بد سریان نفس کلیہ را یافت

مطبوع بر دجالیت نیست، لامحاله ایشان از الهامهائے اصحاب الیمین بہ حسب استعداد وے بروے میکشایند۔ وازیشاں کسے نیست کہ او را دو راه دهند یا شیاطین راه دهند و بخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم ازبسیارے خبرداده است کہ بہ یک عمل یا بسبب معیننی ناجی شده اند۔

وقسم دیگر آنست کہ صاحب مزاج عالی لامحاله بداں نہ‌هتدی خواهد شد۔ وخدا تعالی متکفل ایں جماعت است۔ لابد تقریبے می اندازد کہ ضالۂ حکیم بوے رساند۔

وتفصیل ایں اجمال وشرح ایں مقال آنکہ نفوس ناقصہ یعنی آنانکہ قوت ملکیۂ ایشاں در نہایت سافلیت است خواه قوت بہیمیۂ ایشاں قویہ باشد خواه ضعیفہ از اہل تجاذب باشند یا از اہل اصطلاح حالات عجیبہ دارند۔ اکثر اہل اللہ بدیشاں التفات نکنند وازیشاں حساب نگیرند۔ یا بارخدایا اگر متبحراں از علمائے باللہ وشارع۔ علیہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التحیات اتمہا۔ چوں جمهور انام ایشانند حال ایشاں را بیشتر از حال دیگراں ملاحظ فرموده از مقام ایشاں خبرداده وبعوارض طاریہ بر ایشاں اعلام نموده۔

ما اکثر ایشاں اصحاب الیمین اند۔ وطبقات ایشاں بسیار است۔ نموذجے ازیں باب بیان کنیم تا غیر مذکور بر مذکور قیاس تواں کرد۔

(الف) طبقۂ اولی آنست کہ مقلدان وتماثیل سابقین باشند

بعض تماثیل مفردین اند۔ ومفردین قومے باشند کہ مطمح نظر ایشاں عالم غیب بود۔ ودر ضمن اذکار در دل ایشاں بداں جانب رخنۂ واسع کشاده گردد۔ وایں جماعت از اصحاب الیمین یکبارہ ازیں معنی ودر بعض اوقات ودر بعض اذکار بسبب شمول رحمت الہی یا بسبب نظر قبول برگزیدۂ از برگزیدگان حق بدست آورند۔ باز عقو دگشت بے آنکہ ہیئت مضاده راسخ گردد۔

وفرقہ تماثیل صدیقین اند۔ صدیقین جماعت ہستند کہ متمیز اند از سائر مسلمین بشدت انقیاد دین وکمال رسوخ دراں گویا پرتوے از ملاءِ اعلی بر ایشاں می افتد ازیں جهت کمال رسوخ دارند۔

وایں فرقہ از اصحاب الیمین انقیاد تمام ندارند اما چوں بنظر محقق نظر کرده شود ایں انقیاد ناشی از مجموع امرین است یکی ایمان ودیگر اعتیاد بہ عمل آں دین وموافقت سلف خود وآنچہ بدیں ماند اما چوں ایں ہر دو در اصل جوہر روح وے ثابت امتزاجے پیدا کرده اند وروے بہ نفرقہ میان ہر دو مقدار نیست ہیچ باک نماند۔ چوں بمعاد میرسند ہمہ انقیادی یابند وبداں منتفع میگردند۔

وبعضے تماثیل شہدا باشند۔ وشہدا جماعت ہستند کہ غضب بر کافران ورضا از مومنین وانکار منکرات وحب اعلاء کلمۃ اللہ بر دل ایشاں از دل انبیاء وملاءِ اعلی مترشح شده۔ وایشاں بریں اعمال ملازم ومداوم اند۔

واسعدناس بولایت کبری اہل تجاذب اند از نفوس عالیہ۔ واسعدناس بدرایت نبوت اہل اصطلاح اند از نفوس عالیہ۔

وبعد از ین چون ازین حالتی واقع شود درکمالات فردیت رود۔

وچون آن اسرار وہبی صرف اند بیان آن ہا درین رسالہ کہ مبنی برائے سلوک ارادی وقصدی است وجہے ندارد۔ شعر۔

آسودہ شبی باید وخوش ماہتابے ۔۔۔ تا با تو حکایت کنم از ہر بابے

وعمدہ درباب معرفت سیرایں لطائف احوال مذکورہ اند۔ وواقعاتے کہ دلالت بر احوال مذکورہ دارد ونہ الوان وماتند آن چنانکہ متاخرین صوفیہ میگویند۔

وآنکہ بعضی ساعت اختلاف میکردند درآن کہ سِر قبل از روح است یا بعد از آن حق دریں جا آن است کہ سِر وروح ہر دو ہم عنان اند مانند فرسی رہان۔ پس بحسب بعضی استعدادات این سبقت میکند وآن بر آن پیش می آید۔ وبحسب بعضے استعدادات برعکس این صورت میگیرد۔

(د) همعه (۲۰)

ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ سلوک راہ خدا تعالی دو قسم است. یک قسم آنکہ تکلیف شرعی بدان قائم شدہ وہمون آنست کہ تبلیغ آن بر علماء باللہ وبامرہ کہ ورثۃ الانبیاء ہستند فرض است والتفات بر کتمان آن مواخذہ خواہد بود۔ وآن قسم ہمانست کہ قرآن مجید وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدان تصریح کردہ۔ پس ہر کہ بہ کتاب وسنت عمل کردہ ووظائف شرعیہ التزام نمود ودر اصل فطرت

(بقیہ نوٹ از صفحہ ۵۹) شعشعان وضوء محیط مے باشد یا بمنزلہ مشعلے کہ ضوابوے قائم لازدی ناشی بود وخلاصۂ ارواح عبارت از اشعہ ہم آنجان است بمنزلہ خلوطی کہ دروقت تدلی بصراز بصر خارج می شود پس گاہے بعضے از کیفیات محمودہ، مثل عشق ومحبت آن یا مثل شوق ورجاء مطلوبیہ، با انوار عبادات در نسمہ مستقر میشود۔ وازان جا خلاصۂ آن کیفیت مرتقی میگردد بہ نفس ناطقہ وازانجا بواسطہ خطوط شعاعی بجہت نفوذ میکند بہ حظیرۃ القدس ومنشاء انعقاد دعاء ومحبت ملاء اعلی میشود۔ ودر سیلان ہمت نفس ناطقہ بہ حظیرۃ القدس ودر رسان بنفسی میشود وبہ تحرک ملاء اعلی دارد ودر قضاء حوادث ازین تجلی فوارہ صفت جوش میزنند۔ ومبدء ازلی حوادث ہمان ارادہ است وآن ارادہ را نیز اسبابے دیگر اند عقلی مستنیر مثل کواکب وافلاک وطبیعت کلیہ کہ مدرتعقل کرامات بعضے ظاہر شدن ادعیہ ملاء اعلی وحوادثے کہ از سفل مرتفع میشود۔ ودرین موطن محو۔ اثبات وتبدل وتسخیر واقع میشود وہمین تجلی است کہ مربی بنی آدم خواہد شد در معاد۔ لیکن در صورتے کہ بایشان ابطے دارد۔ ومستوجب آن استعداد انسان کلی بدان نفوذ خصوصیت افراد شدہ است۔
وانبیاء علیہم السلام از ہمین جا خبر میدہند وحکم ہمین موطن برایشان غالب است۔ وکسے کلام ایشان را نمی فہمد تا این تجلی واین حظیرہ را احاطہ کند واللہ اعلم بحقیقۃ الامور۔
واسعدناس بولایت کبری اہل تجاذب اند از نفوس عالیہ الخ

۶۳

و این فرقه از اصحاب الیمین با نوعی از تعبد جمع کردند خشونت عیش و تقشفِ طبع و مثل آن پس در خیر آنچه زهاد میکنند از ایشان نیز صادر میشود۔

[حاشیه: یعنی ۱۱ نور]

(ب) و طبقهٔ دیگر از اصحاب الیمین آن است که در طلبِ نسبتِ اولیاء الله افتادند اما بسببِ ضعفِ مزاج یا غباوتِ ذهن یا قلتِ ریاضت بکلی آن نسبت بدستِ ایشان نیفتاد ولیکن پارهٔ مناسبت حاصل کردند۔

از ایشان فرقه هست که در ضمن ورود طرفی از نسبتِ اویسیه یافته است یعنی انس و سرور بدان جناب۔ و بوجهی از وجوه موردِ عنایتِ آنجناب شدن

[حاشیه: کذا در خیر و در فو فیرا ۸ نور]

و فرقه هست که در ملازمتِ زیارتِ بعض قبور یا فاتحه خواندن و صدقه دادن بنام بزرگ آن عزیز مناسبتی درست کرده است۔ گو با اصول و فروعِ نسبتِ اویسیه کما ینبغی مطلع نشده۔

و فرقه هست که به اشغال و توجهاتی که مورثِ نسبتِ یادداشت اند، مشغول شده و در ضمنِ آن جمعیتِ خاطر بدست آورده۔ گو، به آن نسبتِ مجرده آشنا نشده[۹۳]

[حاشیه: در معلوم آشنا میشود ۱۲ نور]

و فرقه هست که به صحبتِ اهلِ یادداشت نشسته اند و ببرکتِ صحبتِ ایشان حلاوتِ مناجات پیدا کرده اند۔ لاغیر۔

و فرقه هست که عشقِ ایشان بواسطهٔ شعائر الله یا محبوبی از محبوبانِ خداست مثل قرآن عظیم یا کعبهٔ حسنه پس بشوق و محبت تلاوتِ آن می کنند و تعظیم بجای آرند و طواف می نمایند۔ یا بولیی از اولیاء الله محبتی خالص پیدا کرده اند۔ و در آن فانی شده اند۔

[حاشیه: در خیر و در عشق]

و فرقهٔ نسبتِ توحید را قصد کرده اند لیکن بحقیقتِ آن نرسیده اند بلکه بعلمِ توحید فی الجمله دست زده اند، با استقامتِ فکر و نزاهتِ اعتقاد۔

(ج) طبقهٔ سوم از اصحاب یمین آنانند که سلوکِ ایشان قصدی نیست بلکه طبعی است مثل آنکه شخصی مسلمان قیود ارکانِ اسلام بجای آورد و باحسان هیچ نوع متوجه نبود و مزاج وی بغایت شدید بود۔ درین میان بعوارضِ شدیده مثل مرضی صعب مزمن مبتلا شده۔ و رفته رفته پایه از ملکوتِ سافل بروی مفتوح گشت یا استعداد آن بدستش آمد در میانِ آن امراض واقعاتِ عجیبه دید یا بفقرِ شدید و ذلتِ تمام یا مصیبتِ فقدِ اولاد و عشائر مبتلی ساخته تا دل از جزع و فزع ازینها ظاهر شد۔ چون هیچ نفع ندید بجانبِ حق ابتهالی و تضرع کرد و از دنیا و اهلِ دنیا فی الجمله نفرتی پیدا نمود ؛

(د) طبقهٔ چهارم آنست که شعبِ ثلاثهٔ وی بسببِ ضعفِ جبلت یکی با دیگری کما ینبغی مرتبط نیست پس یک شعبه بنوعی از کمالِ خود متصف شده و شعبهٔ دیگر بر ساذجیتِ خود است۔ یا به طرفی از صفتِ مضاده موصوف است۔ مثلاً عفتِ طبع دارد و عقلِ کامل ندارد۔ یا محبتِ خدا دارد و از اعمالِ شهوت نزدیک حضورِ سلطانِ آن باز نمی ایستد۔

ازین قبیل است آنچه در حدیث آمده، که در حق شاربِ خمر حضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم

وایں فرقہ از اصحاب الیمین را ضجر وضیق طبیعت با ایمان مخلوط شدہ بدیں آوردہ کہ در رفع منکرات وکسر جنود کفر سعی بلیغ بجا آرند۔

یا جد شے کہ در اصل مزاج ایشاں مرکوز است با ایمان مخلوط شدہ برآں آوردہ کہ با ملاحدہ وکفار مناظرہ ہا کنند وقلع وقمع دین ایشاں نمایند۔

وپارہ تماثیل راسخین فی العلم اند۔ وراسخین فی العلم جماعت ہستند کہ از عالم غیب در باطن ایشاں پیوستہ مددے مے آید۔ تا بداں معانی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانند گویا کسی ایشاں را از پس پردہ آگاہ میسازد۔

وایں فرقہ از اصحاب الیمین مشغول اند بحفظ کتاب وسنت واقاویل علماء۔ وفی الجملہ فتح باب میسر آمدہ لیکن بفکر وحفظ لا غیر پس چوں در معاد روند ازیں ہمہ محفوظات منتسبہ بحق تبارک و تعالی ہیئت اجمالیہ ملخص شود۔ وبداں وسیلہ طرفے از مقام راسخین فی العلم برایشاں بکشاید۔

وجماعتے از اصحاب الیمین تماثیل عباد متطہرین اند۔ وایشاں آں جماعت اند کہ از سائر مسلمین متمیز اند بکثرت ادراک نور عبادت ونور طہارت۔ چنانکہ سابقاً بداں اشارت رفت۔

وایں جماعت از اصحاب الیمین بشیئے از اشباح طہارت یا عبادت مالوف باشند۔ در ضمن آں بحقیقت کارے برند۔ واز شبح دیگر غافل باشند۔ مثلاً شخصے وضو میکند و در وقت نیم فراغ از بعدہ از فضول ثلثہ دارد وتشویشات خیالیہ وغیر آں انجا مانع کار وے نباشند طرفے از نور طہارت بیابد۔ ودر صورت ہائے دیگر بداں ہیچ آشنا نشدہ۔ یا در ذکر خاص ومناجاتے وصلوٰتے مخصوص بتقریبے از تقریبات خاطر او بکلی بسوئے ایں چیز ہا متوجہ شدہ۔ مثلاً آنکہ از مردے عزیز القدر فضل آں شنیدہ۔ بالجملہ طرفے از معنی نور عبادت دریابد۔

با صوم وصلوٰۃ در ایشاں ایں جا ہیچ نور ندادہ است ولیکن باستعداد قریب مستعد گردانیدہ است پس چوں ازیں عالم انتقال کرد۔ ونفس شے بوے از عالم تجرد شمید ہماں استعداد کامن بر روئے کار آمد وآں ریاضت نیم کارہ نفع رسانید۔

وفرقہ تماثیل اصحاب خلق حسن اند۔ واصحاب خلق حسن جماعت ہستند کہ متمیز اند از سائر مسلمین بجود وتواضع وعفو وبشاشت وسعی در نفع مردماں۔

وایں فرقہ از اصحاب الیمین بہ نیت خالص ورائے کلی در وقت جنبیت وصمیم مقاصد ہامہ مثل ایں اعمال بجا می آرند۔

وفرقہ تماثیل زہاد اند۔ وزہاد جماعتے ہستند کہ متمیز اند از سائر مسلمین بزیادت ایقان بمعاد پس حقیر دانستند لذت دنیا را وموہوم ورسوم مردم پیش ایشاں وقعے ندارد۔ بسبب نزوع سر ایشاں۔ عالم اعلیٰ۔

و این بچند طریق میباشد. گاہے در منام حادثہ متمثل میشود و از اں جا بحقیقت آں کار مطلع می گردد به تعبیر و تاویل یا بغیر آں

وگاہے در یقظہ بحضور دے چیزے متمثل شود و زود محو گردد۔

وگاہے در حالتے میان یقظہ و منام۔ وگاہے در قوت واہمہ صورت آں حادثہ متمثل میشود بغیر آنکہ شکلے و لونی باشد۔ چنانکہ صورت محبت کسے یا صورت غضب کسی در واہمہ پیدا میشود۔

وگاہے صوت ہاتف از خارج شنیدہ میشود۔

و سبب این امور و امثال این امور آں است کہ ملاء اعلی متمثل میشود و این حادثہ از اں جا ملائکہ سافلہ گاہے تلقی میکنند۔ و نفس ناطقہ این شخص در وقتے از اوقات از عالم بہیمی خلاص میشود و بہ وجہ از وجوہ بداں عالم متوجہ میگردد۔ در رنگ آنکہ رحمتہ آئینہ را از جانب زمین باز گردانند بسوی آسمان کنند

و دریں وقت دو چیز لازم است۔ در ظہور آں واقعہ۔

یکے آنکہ آں حادثہ را این بین الحوادث بہ نسبت این نفس اعتنائے باشد کہ رجحان بہ موضع در کارخانہ حکیم مطلق نمیتواند شد

و این از جہات بسیار متحقق میشود۔

یکی از جہت این نفس کہ مشتاق معرفت این حادثہ باشد

و مراد ما این جا اعم است از اشتیاق کا این و بارز۔ مثلاً فقیر مشتاق است بہ غنا اگرچہ بالفعل صورت آں اشتیاق در خاطرش متمثل نباشد۔

و دیگر از جہت ملائکہ۔ کہ خواہ نخواہ او را این ستو فہمانند برائے تدبیرے کہ غلط بیجائی خود است ، نجات از مہلکہ و غیر آں۔

و سہ دیگر خصوصیتے و ماں حادثہ۔ مثلاً نفس شخصے مناسب تدبیرات کلیہ افتادہ است بوجے را آں تدبیرات می آموزند۔ و شخصے دیگر مناسب حوادث جزئیہ افتادہ است۔ علی ہذا القیاس۔

یا آنکہ حادثہ بمرتبہ متاکد شدہ است در حظیرۃ القدس۔ کہ در رنگ آفتاب شعاع آں در جمیع نفوس می افتد۔

پس فی الجملہ چوں این نفس را انفلات از اسر بہیمیت متحقق شد چشم بصیرتش بکشاد لا محالہ بداں حادثہ افتاد۔

و آں در حوادث عظام میباشد کہ اکثر اہل کشف از کشف آنہا خالی نباشند و بوجہ من الوجوہ۔

دیگر آنکہ خصوص آں واقعہ بداں صورت و کیفیت نیز ناشی از اسباب خفیہ است بقیاس آنچہ گفتیم کہ یا از جہت این نفس یا از جہت این ملائکہ یا از جہت حادثہ

[illegible]

فرموده اند "الا تری انه یحب الله و رسوله". پس دل وے به محبت متصف بود و نفس وے از اماره گی بازنمی ایستاد به سبب ضعف جبلت و رکاکت قوام نفس۔

بلکه ازیں طبقه قومے هستند که یک شعبه ایشاں به صفتے از صفات مطلوب و بصفتے از صفات نامناسبه هر دو متصف است۔ یا عقل وے در چیزی تاثیر میکند۔ و در چیز دیگر او را تاثیرے نه مثلاً مومن است و مصدق و تائب۔ و در اعفاء لحیه و قص شوارب ایں تصدیق اثر نمی کند بسبب آنکه خوگر نشده است یا ترهیبات آن بوجهے که هیچ شبه بداں متطرق نشود۔ بوے نرسیده است۔

یا به نزدیک وے کسے از مقبولان باں هیئت متصف بود۔ علی هذا القیاس۔

بالجمله اقسام اصحٰب الیمین بسیار اند۔ ایں جماعت از اعوجاج نفس خلاص یافته اند۔ و نوعے از نجات را مستعد شده اند۔ و هر فرقه از ایشاں نسبتے وارد خاص و هر نسبتے صورتے دارد که وے اکمل صور آن است۔ و صورتے وارد دون آں۔

در مطبوعه اهر فرد اعلیٰ اکمل

و صاحب صورت کامله مسمّٰی است به قطب آں نسبت۔ و احوال و آثار اقطاب بجائے وارد۔

بعض عارفین معنون میکنند آں نسبت را به آیتے که دلالت میکند بر مشهد آں نسبت و آں قطب را به آں آیت منسوب کنند۔ مثل شیخ محی الدین محمد ابن العربی در کتاب فتوحات۔ و ایں لسان تسامح است۔

و گاهے معنون کنند به آں نبی که از وے آثار آں نسبت بسیار صادر شده۔ و آں قطب را بآں نبی منسوب کنند۔ و ایں نیز لسان تسامح است۔ و لکل وجهة هو مولیها۔

همعه (۲۱)

باید دانست که ایں فقیر را آگاهانیده اند که خوارق عادات در حد ذات خویش امور عادیه اند۔ بآں معنی که سنة الله جاری شده که چوں نفس ناطقه۔ کسباً و جبلةً۔ بمرتبه رسد۔ او را امور غائبه منکشف شوند یا دعائے او مستجاب شود۔ و علی هذا القیاس۔ همچنانکه سنة الله جاری شده که چوں کسی تریاق خورد اثر زهر از وے مندفع میگردد۔ یا گوشت و سمن تناول کند قوی تر شود۔ علی هذا القیاس۔

لیکن چوں مخالف عادت مالوفه است او را خارق عادت گویند۔

و نیز آگاهانیده اند که هر نوعے از خوارق کسبے است۔ که چوں به آں کسب تمسک نمایند آں خارق از وے صادر شود۔

پارهٔ ازیں قسم بطریق وجدان معلوم شد و پارهٔ به حدس چوں به اصحاب خوارق صحبت داشته باشد۔ و در قرائن مختصه تامل بلیغ بکار آید۔

پس از جمله خوارق انکشاف حوادث مستقبله است۔

واز ایں قبیل است همت گماشتن۔

پس چوں مرد قوی العزم۔ که مناسبتے دارد بقوت متصرفه جبلةً وکسباً بکارے متوجه شود
وایں عزیمت بقلب حظیرة القدس رسد وآنجا بوجہے از وجوہ تاثیر کند لا محاله در عالم ناسوت بقدر
ایں همت واسباب منعقده اثرے ظهور نماید۔

ومثل تصرف ایں قوائے سفلانیه در حظیرة القدس مثل تصرف خاطرات است که امراء قوائے
ادراکیه ما آمده بعزم قلب میرسد وآنجا تاثیر میکند۔ یا مثل مائل گردانیدن منی است دل وحواس را
به سوئے امور مناسبه بمقتضائے شهوت۔

واز همیں جا است تشکل ملائکه وجن وبعض نفوس مفارقه باشکال مختلفه
پس ایں جماعت محتاج میشوند به شکلے از اشکال وخود را به جهد همت متشکل به آں شکل
تصور مینمایند۔ پس فتح می کند تصور ایشاں بابے از ابواب مثال بتوسط قوت مودعه در حظیرة القدس
پس برکت داده میشود دراں تصور۔ پس احیاناً صورتے متحقق شود که حس مشترک مردماں مغلوب
ایں هیئت نفسانیه وے شده صورت مطلوبه را ادراک می نمایند

کذا ولعله نماید ۱۲ نور

ومثل ایں انطباع مثل سیلان الهام است از قلب ملائکه یا وساوس از قلب شیاطین بقلوب بنی آدم
ومثل صورت بستن ایں شکل در حس مشترک ایشاں مثل صورت بستن دائره یا خطاست از حرکت
شعلهٔ جواله۔

ولهذا کمال ادراک آں در اوقات ذهول نفس از خارج باشد۔

ومردماں در ادراک آں بحسب استعدادات خویش مختلف باشند۔ از حاضران مجلس کسے
آں را می بیند۔ وکسے نمی بیند۔ وکسے بوجهے مے بیند دوں وجہے۔

عنصر اول

واحیاناً در عنصر اول که مشترک است در عناصر اربعه۔ واز ایں عناصر فی الجمله قوی تر است
در روحانیت۔ وایں عناصر مثل مواليد اند به نسبت آں۔ در امتناع خلا، واقتضاء قاروره مخصوصه
غیر آں حقیقت از همان است۔ وهمانا فلاسفه مشائین هیولائے عنصری میگویند آنمورت منطبع شود سه

همین ۱ نور الحق

پس نفسے از نفوس مقدسه که دراں ساعت جارحه از جوارح تصرف مبدء اول افتاده بجهد همت
متوجه بآں چیز شود وصورت مطلوبه را آنجا تصور نماید۔ وقوی غیر متناهیه از مقام تدبیر ومقام مثال
ومقام حظیرة القدس آنجا نزول فرماید وایں همه سبب حدوث صورتے گردد واز غیر تاثیر عناصر
مثل نار حضرت موسیٰؑ وظهور جبرئیلؑ در وقت سوال از اسلام وایمان واحسان۔

وایں نادر است، واول کثیر الوقوع۔

از فروع همیں مقدمات است آنچه از صوفیه دیده میشود از تصرف در خلق۔ به افاضه توبه

و ہمیں قسم انعلامات این نفس درین ساعت نیز مسبب است باسباب خفیہ۔

وطریق انتساب این قسم خرق آنست کہ این شخص بعد از آنکہ طرفے از بے نشانی شناختہ باشد وہ احسن احوال خود جاشند نہ جائع نہ شبعان نہ متفکر و نہ مشوش۔ وطاہر باشد۔ و درین ذوب نیز او را مزاحمت کنند پس متوجہ گردد بجانب حظیرۃ القدس وملائکہ عظام بجہد ہمت۔ وگاہ گاہے انتظار کشف آن اتفویض نمائند و گذارند از این جا در زمانے اندک یا بسیار کشف آن واقعہ میسرش میشود۔

ویکی از اسباب خوارق سریان قوت واحدہ است در شخص اکبر۔

تفصیل این اجمال آنکہ کہ نزدیک ما محقق شدہ است کہ عالم علوی وسفلی ہمہ یک شخص است نفس کلیہ نفس اوست، وجسد کل کہ عبارت از عرش وما دراست جسد او۔ ودر جمیع احوال واعراض وے تدبیر وحدانی ملحوظ ومحفوظ است مثل تدبیر تنمیہ وتغذیہ در جسد شخصے از نبات وحیوان۔ و باین اعتبار بعض اعضائے وی محرک بعض میتواند شد۔

بعد ازاں چوں امر متنزل شدہ باب تدبیر مفتوح گشت معظم آن فوارہ[له] در ملاء اعلیٰ و ملاء سافل جوش زدہ در حوادث موالید خصوصاً افراد انسانی وحدتے دیگر نیز پیدا شدہ درین مرتبہ توتہا از جانب اسفل صعود میکند و بحظیرۃ القدس می پیوندد بنحوے از انجا تصرف فیضا نماید۔ وقوتے دیگر ازاں حظیرۃ القدس ہابط میشود ودر عالم موالید خصوصاً افراد انسان تاثیر میفرماید ونفوس انسان مغلوب ومقہور این قوت میشوند

نہ پنداری کہ حظیرۃ القدس از بنی آدم بمسافت دور است۔ یا بجہت علو وغیر آن واقع است[له] بلکہ تفاوت میان ہر دو مرتبہ ومکانیت است۔ ونسبت وے بما چوں نسبت روح مجرد است بہ جسد

مصرعہ

چو جاں اندر تن و تن جاں ندیدہ

از ینجاست کہ اہل ارض چوں بہ حیل عجیبہ از طلسمات وغیر آن تمسک می نمایند یا بوجہے از وجوہ ہمم خود را بدان حظیرہ میرسانند مثل اجتماع قوم در نماز استسقا وطلب نزول رحمت در عرفات ودر نظام عالم تاثیرے میکنند۔

له خطیرہ میں ... کوئی لفظ ... نہیں ... (margin note, partly cut off)

له بدانکہ حظیرۃ القدس عبارت است از مبارک ملاء اعلیٰ یا چیزے دیگر قریب آن — قرۃ العینین از امام ولی اللہ ص ٢ - النفس الکلیۃ مرآۃ تنطبع فیہا صورۃ مبدأ المبادی واول الاوائل وصور جمیع الاستعدادات الممکنۃ بحسب المصلحۃ الکلیۃ۔ فصورۃ مبدأ المبادی بمنزلۃ القلب فی الموجود الکلی وہو المتصرف فی جمیع اعضائہ والخلافہ۔ وہم المنسلکۃ وارواح الکمل تتحقق بہ نفسی تلک الحضرۃ حظیرۃ القدس — تفہیمات الٰہیہ ص ٢ خطبہ حظیرۃ القدس موطن ملتجمین فیہ ہم الملاء الاعلیٰ فی سطح من عالم المثال — تفہیمات ص ٩ خطبہ ٩ ١٢ محمد نور الحق العلوی غفرلہ۔ له کذا در خطبہ مادرہ۔ بعدہ ہل تعرض ١٢ نور۔

و ایں ہمہ از بحثِ ما خارج است۔

لمعہ (۲۲)

بحثِ بخت و اتفاق

ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ بخت سببے است از اسبابِ حوادث۔
و آنانکہ انکارِ بخت میکنند حقیقتِ آں را نشناختہ اند۔
و نیز آگاہانیدہ اند کہ احیاناً آثارِ عجیبہ کہ از عرفا و اصحابِ ارشاد صادر میشوند، مبدءِ حقیقیِ آں ہا بخت میباشد، و ظاہر بینان ایں اندانند و آں آثار را خوارق پندارند۔ و آثارِ کمالِ ایشان شمرند۔
و گاہی مبدءِ ایں آثار بخت بود ممزوج بہ نسبتِ خاصۂ ایشان، و دریں وقت آں ہا را خارق گفتن فی الجملہ وجہے دارد
و نیز آگاہانیدہ اند کہ چنانکہ مقناطیس اجزائے حدید را بجانبِ خود می کشد بسببِ خاصیتے کہ خدا تعالیٰ در اصلِ فطرتِ وے نہادہ است۔ و چنانکہ کہربا کاہ را جذب می نماید و ثقلِ آب را بسوئے خود میلان میدہد و ایں ہمہ مقتضائے طبعِ ایں اشیا ست غیر متخلف لیکن بجہت بعضے عوارضِ خارجیہ ایں حکم در صورت ہائے مختلفہ میباشد تا وزنِ حدید و مسافتے کہ میانِ وے و میانِ مقناطیس واقع است چہ تقاضا میکند۔ و قاسرِ ہوا و غیرِ آں آب را چہ قدر از سیلان و میلان باز میدارد و علی ہذا القیاس
بالجملہ در ہر جا کہ صورتے ازیں قسم واقع میشود آنجا بنظرِ طبیعتِ اصلیۂ آں جاذب و مجذوب و بہ نظرِ عوارضِ طاریہ وزنے و مقدارے وحدۃً است کہ ایں وزن و مقدار غیر متخلف۔
و آں سبب دائمی است نہ سبب اکثری۔ اگرچہ آں آثار بہ نظرِ طبیعتِ اصلیہ فقط اکثری باشند۔
ہمچناں در نفوسِ ناطقۂ بنی آدم نقطۂ ودیعت نہادہ اند۔ و قوتے تعبیہ کردہ اند۔ کہ جدا از سائرِ نفوس است، از جہتے کہ مقتضائے وے است۔ و بسببِ آں نقطہ در اکثر احیان الہامات و تقریبات برائے رفاہیتِ او در دلِ مردماں مے افگنند مثلاً در دلِ کسے رحمے برائے او افگنند تا او را مطلع ساختند بگنجے۔ یا پائے او بہ لغزید۔ و بر گنجِ مدفون افتاد
بارہا مشاہدہ نمودہ آمد کہ در نفسِ مردے قوی الاستعداد نقطہ ایست۔ درخشاں مانندِ نجمِ دری نور الحق
از انجا خطوطِ اشعہ بہر جانبے دواں میشوند۔
و در بعضی نفوس در بعضِ احیان ہیچ تاثیر نمیکند۔ و در احیانِ دیگر میکنند۔ و در بعضِ نفوس بصفتِ غلبہ و قہر تاثیر میکنند و در بعضِ آخر بہ صفتِ محبت و جذب۔
پس پیدا شد کہ معنیِ بخت آن است کہ در دلِ ایں شخص الہامے و خاطرے افگنند و خفقہ دست وے شود، و جہتِ ممکن کارے سازد، بمنزلۂ اعداد و شعاعِ حرارت را و احکامے کہ تابعِ حرارت باشند

كذا؟ در خطبہ و در مطبوعان ہا در سطرِ کامل گذاشتہ شدہ است ۱۲ نور الحق

بعدہ افگنند ۱۲

مفرد ۱۲ نور

جمع ۱۲ نور

جمع ۱۲ نور

جمع در مطبوعہ مفرد آمدہ ۱۲ نور

بر عاصی یا تسخیر دل کسے . یا افاضهٔ واقعه در دل کسے یا افاضهٔ نسبتے از نسبتها یا رفع مرض و مانند آنها
و دیگر از اسباب خوارق فیضان برکت است . و حقیقت برکت آن ست که ملاء اعلیٰ و ملاء سافل
متوجه شوند بسوئے شخصے برحمت یا در حق وے دعا کنند . و قسمے از نفوس ایشاں بنفس ایں شخص متصل
شود . و وے را در گیرد . و بوے ممتزج گردد . پس اثر ایں الهام و انقباض و انبساط باشد در سببے از اسباب
طبعیه . پس ظاهر شود آنجا نفعے که در نظائر وے نبود

حقیقت برکت

مثلاً طبیعت انسانیه مقتضی آنست که نزدیک اشتغال وے بدفع مرضے ، یا عروض خجالتے و خوفے
و حمیتے احساس جوع نه کند ، و تحلیل اجزائے بدن نه نماید . تا مدتے معروف المقدار .
پس چوں برکات ملکیه برایں نفس نازل شوند و آں را مصادفت کنند ایں استعداد از طبیعت
مدتے زائد از آں مدت معروف القدر زیادتی یابد زنده ماند و هیچ ضررے بدن وے را عارض نشود .
و گاهے شرط نزول برکات آں جا ذکر اسم صمد و قدوس و سبوح گردد .
و گاهے شرط آں توجهے خاص باشد از توجهات .
طبیعت انسانیه مقتضی آنست که نزدیک انبساط وی بطشے و سهرے معلوم المقدار نصیب وے در
شود و بداں متضرر نه گردد . و در وقت انقباض نصف و ثلث آں نتواند کرد . و اگر تکلف کند بنهایت متضرر شود .
پس چوں برکات ملکیه بریں نفس نازل شوند و آں استعداد را مصادفت کنند ایں استعداد . آنگاه بطشے و
سهرے خارج از عادت بنی نوع بظهور آید . و در مجاری عادت نفس ذکیه از نفوس انسان انتقال میکند
از چیزے بچیزے بعلاقه لزوم عقلی یا عادی . و از خلقت ظاهره بر اخلاق باطنه استدلال کند . و از
هیئت دهان و چشم و غیر آں بخطرات کامنه پے برد .
و هر نفسے را دریں امور حدے است معلوم
و چوں برکات ملکیه نفس را احاطه کنند و ایں استعداد را مصادفت نماید . فراسات عجیبه و
انتقالات غریبه بظهور آید . و اشراف و بعضے انواع کشف ازینجا پیدا شود .
و در هر نفسے صورت اعتقادی مضمر است . و گاهے متوجه میشود بداں اعتقاد پس در نظر وے صورت
می بندد و مستحضر میشود و گاهے مبادرت میکند بسوئے آں متخیله و آں را لباسی از صور و اشکال میپوشاند .
و بسا است که برکات ملکیه نازل شوند در وقتیکه نفس مستعد ایں است پس تخیلات عجیبه و رؤیائے صالحه
بظهور رسند .

و در ذیل ایں کلمات باید دانست که متأخران [illegible] برائے گرمی بازار چیزها بانسبت خود خلط
کرده اند . برائے اظهار خوارق مثل همت گماشتن . و دعوت اسما کردن و غیر آں .
و بعضی متشیخان بریں زیادت کردند تمسک به بعض طلسمات و نیرنجات و رمل و جفر و جز آں

وبالجملہ بسیارے از آثار ازیں نقطۂ نورانیہ صادر میشوند، و مردمان می پندارند کہ ایں خرق عادت است و اثر کمال ایشان است و فی الحقیقت یا محض اثر بخت است یا اثر بخت و نسبت ہر دو.
بحثے از ہمیں نقطہ خوض کردہ کہ اصل آں چیست سبب قریب آں قوای فلکیہ یافت خصوصاً قوتیکہ منبع آں شمس است و سبب بعید آں نقطۂ تاثیریہ کہ مرکز جبروت است و شرح آں طولے دارد.
و از ہمیں جا کمال کسے کہ کم بخت است قیاس باید کرد.

و چوں در کارخانۂ حکیم مطلق مجازفت نیست اگر ایں شخص محبوب است در الہام میکنند اعراض از دنیا و نفرت از جمیع اسباب اظہار خوارق، و رغبت در خمول میدہند و چوں بخود متوجہ شود در نفس ناطقۂ او کہ لطیفۂ نورانیہ است خلوے می یابد تا ایں خلوا در راہی مینماید بسوئے معارف سلبیہ و تنزیہیہ.
و گاہے ہمیں خلو سبب ایثار ذات بر صفات گردد.

و در ضمن ایں کلمات می باید دانست کہ فرق عظیم است درمیان طلسمات و نیرنجات و رقی کہ غیر انبیا آں را بطلسم و کار دماندہ و دلائل ادعیہ و اسما کہ انبیا تعلیم فرمودہ اند کہ مقصود اولی از باب اول تاثیر است در قوای منبثہ دریں عالم و مقصود اولی از باب ثانی توجہ ملاء اعلی است و رحمت ناشیہ از حظیرۃ القدس بایں شخص تا ایں توجہ و رحمت کارسازی او کند. واللہ اعلم.

اختتام

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب ہمعات باختتام رسید. و بشرطیکہ در سید کلام بداں اشارات رفتہ بود. از عدم خلط علوم وجدانیہ بفکر و نقل. بوفا انجامید. وکان ذلک فی جمادی الآخرۃ سنۃ ثمان واربعین ومائۃ والف ٭

وآخر دعواهم ان الحمد للہ رب العالمین

خاتمۂ سخن

بحمد اللہ کتاب ہمعات کی نقل ختم ہوئی. نسخہ خطیہ مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری سے سید سرفراز علی سنبھلی نے محرم الحرام ۱۳۰۱ھ میں ختم کیا بحد محرف و مسخ شدہ تھا. نسخہ مطبوعہ گو اس سے کسی قدر بہتر تھا. مگر وہ بھی باوجود نادر الوجود ہونے کے اغلاط سے پر تھا اور تو اور کئی مقامات پر عبارات رہی ہوئی تھیں.
اس لیے دونوں نسخوں کو ملا کر میں نے ایک ایسا نسخہ مرتب کیا جو باعتبار مجموعی ہر دو سے بدرجہا بہتر ہے گو اغلاط بعض مقامات پر رہ گئے ہیں. مگر بحمد اللہ کہ نسخہ منقح ہو گیا ہے. والحمد للہ علی ذالک. لقد جاءت رسل ربنا بالحق وانا العبد الاقاہ المنیب

۱۳ اگست ۱۹۴۱ء — محمد نور الحق العلوی نزیل تاجپورہ [illegible] مصری شاہ لاہور

و در بعضی تدبیرات غیبیه نیز تاثیر میکند. پس جریان آنها بحسب صلاح این مرد باشد و این نیز بحقیقت داخل است در مصلحت کلیه. کما لا یخفی.

پس مرد قوی السعادة اگر از اولیاء و صالحین است و نسبت انوار سکینه کسب کرده است یا نسبت یادداشت بهم رسانیده. در هر مجلسی که در آید همه مردمان را در خاضع و خاشع باشند باعتقاد کامل وی و چون سخن گوید موافق گردانیده شود سخن او را بخاطر یکسان از اهل مجلس. پس او را اشراف و کلام بر خواطر بود.

و بسا بود که شخصی را مهلکه پیش آید و مصلحت کلیه مقتضی نجات وی است پس صورت این شخص او را بنمایند. و نجات از آن مهلکه بآن صورت مستند گردانند. بوجهی از وجوه.

و بسا بود که نفسی مستعد الهام انذار و بشارت است بحوادث مستقبله پس این شخص را در خواب وی بنمایند و انذار و بشارت را بوی مستند سازند. و فی الحقیقت این شخص را قابلیت افاضه الهامی در ضمن اشباح و صور بوده است. بوجهی از وجوه ممکنه. لیکن این صورت به سبب شعشعان نقطه بخت در روی سیما یا بسبب سبق معرفت و اعتقاد به او یا به سبب اشتهار آن شخص باین قسم کرامات یا بسبب انعقاد رفعت صیت او در ملاء اعلی و امثال این اسباب صورت این شخص را قرب صور آمد.

در ضمن این کلمات میباید دانست که تا اهل زمانه در سیر است انذار و تبشیر و خوارق همه ظاهر میشوند لیکن تا نوبت مجوس بود این امور به کواکب مستند می شدند و چون نوبت حنیفیان رسید با ارواح کمل مستند شدند. باز در هر ملت ارواح دیگر عنوان این سر آمدند.

و اگر این مرد از اولیاء و صالحین نیست بلکه بادشاه است یا امیر است یا وزیر است این بخت در معارک و مشاهد وی مصروف میگردد. پس هر روز فتوحی تازه و برکات بی اندازه در عساکر و اهل و مال وی ظاهر میشود. چندانکه مردم را هیچ شک نماند که وی را امتیازی و اختصاصی هست به نسبت سایر ناس.

و گاهی این نقطه در آن مرتبه نیست از شعشعان و براقیت که بغیر موید وی همه تاثیرات از وی صادر شوند. پس این شخص متمسک میشود به بعضی از اسماء الهیه که از حروف مستعلیه مرکب است تا بوجهی از وجوه صورت مثالیه آنها کار بخت میکند.

یا بریاضاتی و توجهاتی مشغول شود که همین فائده دهد.

یا بعضی طلسمات و حرزات را حمل می نماید.

پس این نقطه آنگاه شعشعانی پیدا میکند. بعد ظلمت آن و صفائی بعد کدورت آن.

و گاهی بعد موت این شخص معنیٔ از معانی بخت ظهور می نماید.

و گاهی در بعضی اشیاء جمادیه سببی پیدا میشود که در ناس رفعت شان وی متحقق گردد.

و از این قبیل است تبرکات که در منام عطا شوند.

(بقیۂ دیباچہ)

اثر پڑتا ہے اور ایک قوت دوسری قوت سے کس طرح پھوٹ کر نکلتی ہے اس کا بیان آپ نے "الطاف القدس" میں کیا ہے۔

راہِ سلوک کے جو بڑے سالک گزرے ہیں ان میں سے ابتدائی دور میں حضرت جنید بغدادی اور بایزید بسطامی (رحمہما اللہ تعالیٰ) ہیں اور آخری دور میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ معین الدین چشتی اور حضرت بہاؤالدین نقشبند (رحمہم اللہ تعالیٰ) بہت بڑے بزرگ ہیں۔ اُنہوں نے سلوک کس طرح مرتب کیا اور اور ان کی صحبت سے کامل کس طرح پیدا ہوئے؟ یہ تاریخ حکمت کا ایک مستقل باب ہے جسے حضرت امام الائمہ امام ولی اللہ نے زیرِ نظر رسالہ "ھمعات" میں ضبط فرمایا ہے۔ اسے تصوف کا فلسفۂ تاریخ سمجھنا چاہیئے۔

آگے انسانیت اس فکر کو عقلی درجے پر کس طرح قبول کرے گی؟ پرانے یونانی اور ہندی حکماء انسانیت کے متعلق کیا خیالات رکھتے تھے؟ وہ اپنے خیالات کو انسان کے عام معارف کے ساتھ کس حد تک مؤافق بنا سکے اور ایک حکیم ان کو تسلیم کر کے اپنے سلوک کو کس طرح معقول طور پر پیش کرتا ہے۔ اس کے لئے آپ نے "لمحات" لکھی۔

حضرت امام الائمہ کے پوتے مولانا اسماعیل شہیدؒ نے آپ کے ان رسالوں کی تمہید "العبقات" کے نام سے لکھی۔

اگر ان پانچوں رسالوں کو تھوڑی سی محنت کر کے غور سے پڑھ لیا جائے تو امام ولی اللہ کا سکھایا ہوا طریقِ سلوک اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

حکمتِ ولی اللّٰہی میں یہ رسالے ابتدائی قاعدوں (PRIMERS) کے طور پر پڑھائے جاتے ہیں اس کے بعد امام ولی اللہ کی حکمت کی تعلیم شروع کی جاتی ہے۔

عبیداللہ السندھی

مدرسہ قاسم العلوم لاہور: ۷ر اپریل ۱۹۴۴ء ہندی